چراغ بزم کا ہوں

مجموعہ کلام جناب سلیماں مرزا کوکبؔ آفندی اکبرآبادی

ترتیب و پیشکش:

باقرؔ زیدی

Presented by Ziaraat.Com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فَتَکَلَّمُوْ تَعْرَفُوْ ○

کلام کرو تا کہ پہچانے جاؤ۔

حضرت علیؑ

Presented by Ziaraat.Com

انتساب

ان نادیدہ قوتوں کے نام

جو کوکبؔ صاحب کو نظر آتی تھیں

اُن سے باتیں کرتی تھیں

اور

اُن کے فیصلے تبدیل کرا دیتی تھیں۔

Presented by Ziaraat.Com

CHIRAGH BAZM KA HOON

URDU POETRY OF

SULEMAN MIRZA KAUKAB EFFENDI

PRESENTED BY:

BAQUER ZAIDI

All Rights Reserved

Published By:

CHANDAN AND NOUREEN MESAM ZAIDI

Address: 7500 Cavan Court,

Laurel MD.20707-6875, USA

Phone: 301-617-9927

Price: Rs.400

USA $ 10.00

Presented by Ziaraat.Com

فہرست

نمبر شمار	عنوان		صفحہ نمبر
۱۔	ضروری باتیں	باقر زیدی، کراچی	۱
۲۔	کوکبؔ کا کوئی شعر نہیں لطف سے خالی	ڈاکٹر سید تقی عابدی، کینیڈا	۱۱
۳۔	انسانی احساسات اور تہذیبی اقدار کا شاعر	پروفیسر حسن سجاد، کراچی	۲۴
۴۔	تاثرات	ظفر زیدی، میری لینڈ امریکہ	۳۱
۵۔	پاپا کے نام	چندن، میری لینڈ، امریکہ	۳۲
۶۔	نعت، منقبت اور سلام	کوکبؔ آفندی	۴۰
۷۔	ملی نغمہ		۴۹
۸۔	غزلیں		
☆	روشنی پھیل گئی، شمع شبستاں نکلا		۵۱
☆	عازم ہیں یہاں کے، وہ ارادہ ہے یہاں کا		۵۳
☆	آنکھوں نے ان کے جلوۂ رخ کا مزہ لیا		۵۴
☆	کل مہرباں تھا مجھ پہ، نہ وہ مہرباں ہے آج		۵۶
☆	بیمارِ ہجر سے یہ تغافل روا نہیں		۵۷
☆	وہ کبھی رحم بھی کرتے ہیں تو کیا کرتے ہیں		۵۸
☆	بندہ کوئی دنیا میں محمدؐ سا ہوا بھی		۶۰
☆	آنے لگے وہ خواب میں فرقت نہیں رہی		۶۳

Presented by Ziaraat.Com

☆	دیکھنے کو آنکھ ہے ساری خدائی کیلئے	۶۵
☆	نظر ملا کے یہ کیسی نظر چرائی ہے	۶۷
☆	جب کہا میں نے کوئی وصل کی تدبیر بھی ہے	۶۹
☆	ہمیشہ ہم تو ہیں موجود، دوبدو کیلئے	۷۱
☆	یکجا ہی وصف گیسو ورخسار چاہئے	۷۳
☆	اک وار میں اڑا کے وہ عاشق کا سر گئے	۷۵
☆	مرجاؤں تو فرقت کا تو پیغام نہ آئے	۷۷
☆	امید نہیں چرخ ستم گار کے ہوتے	۷۹
☆	وہ تو بیٹھا قتل کرنے کیلئے دل سے مجھے	۸۰
☆	نہ ہوتی تاب، بے پردہ جو تم انجان ہو جاتے	۸۳
☆	جو تیری مہربانی مجھ پہ او ظالم حسیں ہوتی	۸۵
☆	فصل گل ہے باغ میں ہم کو مگر صیاد رکھ	۸۸
☆	اٹھے جب عشق کی لذت، دل اس ظالم پہ آیا ہو	۸۹
☆	اگرچہ تیغ ادا کے ہیں اوچھے وار نہیں	۹۱
☆	عارف کوئی حضور کا میرے سوا نہیں	۹۳
☆	رہا اب تا ابد سودا شہادت کا مرے سر میں	۹۶
☆	کرتے ہو جفا مجھ پہ تو رہنا بھی خبردار	۹۹
☆	جنبشِ ابرو سے دو ٹکڑے کلیجہ کر دیا	۱۰۱
☆	ہیں مشتاق ہم اک نظر دیکھ لینا	۱۰۴

Presented by Ziaraat.Com

☆	کھلا اب حال آئینہ کی یکطرفہ صفائی کا	۱۰۶
☆	دُھن اپنے مکاں کی ہے، تو رُخ میرے مکاں کا	۱۰۸
☆	نہ کیوں شکوہ کروں تجھ سے فلک اپنے مقدر کا	۱۱۰
☆	ہر ایک کو دعویٰ تو ہے پر کس کیلئے ہے	۱۱۱
☆	کافر سے گلہ ہے نہ مسلماں سے گلہ ہے	۱۱۳
☆	کہتا ہوں وہ بت خدا نہیں ہے	۱۱۵
☆	ازل سے میں ترا عارف ہوں مجھ کو عرفاں ہے	۱۱۸
☆	تجھے ڈھونڈ لے جو وہی کامراں ہے	۱۲۰
☆	صدقے دل ان کے حسن پہ دیوانہ وار ہے	۱۲۲
☆	ہنس لو مری وحشت پر ہنسنے کا زمانہ ہے	۱۲۴
☆	اہل جفا جفاؤں سے دنیا ہلا گئے	۱۲۶
☆	عشق میں ہوش ہے دیدار کے خواہاں ہوں گے	۱۲۸
☆	بھڑکے تھے جو فراق کے شعلے بجھا لئے	۱۳۰
☆	خفا وہ ہیں تو سبھی ہو گئے ہیں برہم سے	۱۳۲
☆	یہ دنیا ہے دنیا پہ اس کے سہارے	۱۳۴
☆	نہ ہو جو پختہ کار اتنا وہ کیا راز نہاں سمجھے	۱۳۶
☆	خواب وخیال ہو گئیں باتیں شباب کی	۱۳۸
☆	قضا سے ساز کرکے بند کرتے ہو زباں میری	۱۴۱
☆	کس کی ہمت ہے کوئی اس سے بچالے دل کو	۱۴۳

Presented by Ziaraat.Com

☆ کون کہتا ہے کہ مجھ میں جذبہ کامل نہیں ۱۴۶

☆ سجدے میں جس نے سر دیا اس پہ تو ہم نثار ہیں ۱۴۸

☆ وہ دیکھتا ہے مجھے اب یہ دیکھتا ہوں میں ۱۵۰

☆ تری نگاہ کے قرباں بتا کہ کیا ہوں میں ۱۵۲

☆ یقین آئے تو کیسے آئے، ہوئیں تو ہیں بار بار باتیں ۱۵۵

☆ کروں گا ان سے میں خود کروں گا کریں گے کیا راز دار باتیں ۱۵۸

☆ مدہوش و مست ہی تھے جب آئے وہاں سے ہم ۱۶۰

☆ یہ ابتدا ہے رنگ ابھی ہے مجاز کا ۱۶۲

☆ بدلے نہ رخ کہیں نگہہ امتیاز کا ۱۶۴

☆ اب آئے ہو تو بسمل کا تماشہ دیکھ کر جانا ۱۶۶

☆ چارہ گر حال وہ پوچھیں تو کچھ ایسا کہنا ۱۶۸

☆ آنکھوں سے دل ہوا جو نمایاں کبھی کبھی ۱۷۰

☆ عشق بھی چشم پری رویاں کا ہے دل سے مجھے ۱۷۲

☆ کچھ جھکایا تو ہے اس کو آہ کی تاثیر نے ۱۷۴

☆ آگ میں جائیگا اک روز یہی ذوق گناہ ۱۷۶

☆ جذبۂ عشق سلامت ہے تو تاثیر بھی ہے۔۔۔۔۔تضمین ۱۷۷

۹۔ سہرے ۱۷۹

۱۰۔ رخصتی نظم ۱۸۶

۱۱۔ غزل ۱۸۹

Presented by Ziaraat.Com

ضروری باتیں

باقرؔ زیدی

''چراغِ بزم کا ہوں'' حاضر خدمت ہے۔ یہ جناب مرزا سلیماں مرزا کوکبؔ آفندی اکبرآبادی کا وہ بچا کھچا کلام ہے جسے میں دست بُرد زمانہ سے بچانے میں کامیاب ہوسکا۔ خطِ شکست میں لکھے ہوئے کچھ انتہائی کہنہ، بوسیدہ اور شکستہ اوراق پر مشتمل ایک چھوٹی سی گٹھری سے یہ سارا کلام دستیاب ہوا۔ بار بار اور بسیار کوشش کے باوجود تحریر پڑھے جانے کے قابل نہیں تھی۔ نقطوں اور اعراب کا استعمال بھی ناپید تھا۔ کوکب صاحب لکھتے وقت انگوٹھے کا استعمال نہیں کر سکتے تھے، صرف پہلی اور بیچ کی انگلی میں قلم دبا کر خط شکست میں آڑی ترچھی لکیریں سی بناتے تھے، حروف کی مروج گولائیوں کا بھی کوئی خیال نہیں تھا، اس لئے ایک ایک غزل کو اتارنے میں دو، دو، تین، تین دن بھی لگ جاتے، اپنی علمی استعداد، ادبی سمجھ بوجھ اور اپنے ۲۳ سالہ شاعری کے تجربے کی بنیاد پر محدب شیشوں کو استعمال میں لا کر بڑی دقت اور انتہائی عرق ریزی سے بالآخر اسے نقل کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ پھر بھی کچھ مقامات ایسے تھے جو سمجھ میں نہیں آئے، کراچی آیا تو ہمیشہ کی طرح میرے استاد بھائی جناب نیرؔ اسعدی میری مدد کو آئے اور ان کی مدد سے ان مشکلات کو بھی حل کرلیا گیا۔ اور ان کے تقریباً سوا سات سو اشعار میں سے صرف ایک شعر کو حذف کیا گیا۔ مجھے اس بات کی بے حد خوشی ہے کہ میں ان کے کلام کو برباد اور ناپید ہونے سے بچا سکا، اگر یہ کام مجھ سے نہ ہوتا تو یہ کبھی منظر عام پر نہ آسکتا۔ میں اپنی اس کامیاب کوشش پر بارگاہِ ایزدی میں سجدہ ہائے شکر کے ساتھ حاضر ہوں۔

سلیماں مرزا کوکبؔ آفندی مرزا عاشق حسین بزمؔ آفندی اکبرآبادی کے صاحبزادے اور شاعر اہلبیت علامہ نجمؔ آفندی کے چھوٹے بھائی تھے وہ عمر میں نجم صاحب سے دس سال چھوٹے تھے، ریلوے میں ملازم تھے اس لیے ہندوستان کے مختلف شہروں میں ان کا قیام رہا۔ جہاں بھی رہے شعر و ادب کی خدمت انجام دیتے رہے بہت سے شہروں میں بہت سے شاگرد چھوڑے، ان کے

Presented by Ziaraat.Com

شاگردوں میں ایسے بھی تھے جن کی مادری زبان بنگالی تھی اور جن کا تعلق کلکتہ اور اس کے جوار سے تھا۔ کوکب صاحب تقسیمِ ہند کے بعد کراچی چلے آئے اور پھر یہیں عمر گزار دی، ان کی غزلوں کی پوٹلی سے ریڈیو پاکستان کراچی کا ایک دعوت نامہ بھی ملا ہے جس میں ان کو ریڈیو کے مشاعرے میں غزل پڑھنے کی دعوت دی گئی ہے اور پچیس ۲۵ روپیہ کے معاوضہ کا اعلان بھی، اس دعوت نامہ پر ۱۰ فروری ۱۹۵۱ء کی تاریخ درج ہے، اس دعوت نامہ کی عکسی نقل بھی شاملِ اشاعت ہے، یہ دعوت اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ شروع ہی سے کراچی کی اعلیٰ درجہ کی ادبی سرگرمیوں کا حصہ تھے، بزمِ غالب اور دیگر ادبی تنظیموں کی ماہانہ نشستوں اور سالانہ مشاعروں میں باقاعدگی سے شرکت کرتے تھے، حیدری منزل رنچھوڑ لائن کراچی میں جہاں ۱۹۴۸ء سے ان کا قیام تھا، ادبی نشستوں اور مشاعروں کا رواج عام تھا، شعرا اور ادبی شخصیات کے اجتماعات ہوتے رہتے تھے، خود حیدری منزل میں جو شعراء رہائش پذیر تھے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ جناب کوکب آفندی، جناب کلیم بھرت پوری، جناب فیض بھرت پوری، جناب شفق اکبرآبادی، جناب ماسٹر ارشاد حسین ارشاد بھرت پوری اور جناب ازل کانپوری، غرض سخن وروں اور سخن فہموں کا ایک ایسا گلدستہ تھا جو حیدری منزل کی فضا کو مہکائے رکھتا تھا۔ حیدری منزل کے مہمان شعرا کی فہرست میں جناب ہادی مچھلی شہری، جناب اسعد شاہجہانپوری، نازش حیدری، شمس زبیری، کرار نوری، ڈاکٹر سید یاور عباس، شاداں دہلوی، ارم لکھنوی، حشم لکھنوی، عزم جونپوری، نیساں اکبرآبادی، نیر اکبرآبادی اور استاد قمر جلالوی جیسے لوگ شامل تھے، حیدری منزل کی خوش گوار یادوں میں علامہ رشید ترابی مرحوم کی ایک مجلس بھی ہے جسے سن کر علامہ کے مخالف بزرگ حضرات بھی اس اہل کمال کے معترف ہوگئے تھے اور پھر کوئی علامہ کے خلاف ایک جملہ بھی کبھی حیدری منزل میں نہیں سنا گیا۔ حیدری منزل کے ماحول میں ہمارے ادبی، معاشرتی، سماجی، ثقافتی اور تہذیبی اقدار کی خوشبو بسی ہوئی تھی، بچوں میں مضمون نویسی کے مقابلے، تقریری مقابلے بیت بازیاں

Presented by Ziaraat.Com

اورادبی مباحثے عام تھے۔ میں بھی اسی فضا میں سانس لے رہا تھا۔ ایک روز اردو کی کلاس میں اپنے اردو کے ٹیچر کو ایک شعر کی غلط خواندگی پر ٹوک دیا۔ وہ میر انیسؔ کی یہ رباعی پڑھ رہے تھے کہ ''نافہم سے کب دادِ سخن لیتا ہوں'' جب پوری رباعی پڑھ چکے تو میں نے کہا سر، سُن اور چُن کا قافیہ سُخن نہیں ہوسکتا۔ میر انیسؔ سے غلطی ہوئی ہے یا آپ نے پڑھنے میں غلطی کی ہے۔ ان کو غصہ آیا اور میرے دونوں ہاتھوں پر ایک ایک بید رسید ہوا دوسرے روز وہی استاد محترم کلاس میں میری سیٹ پر آئے میرے کاندھے کو تھپکتے ہوئے جو سزا مجھے دی تھی اس پر معذرت کی اور کلاس سے کہا کہ آپ کی کلاس کا یہ اردو داں آپ کو میر انیس کی رباعی صحیح طرح سنائے گا۔ میں نے تعمیل حکم کی، پھر انہوں نے کہا کہ اردو مادری زبان ہونے کے باوجود ایسی مشکل زبان ہے کہ اردو پڑھانے والا بھی غلطی کر سکتا ہے۔

حیدری منزل سے وابستہ ساعتوں میں کیسے کیسے الفاظ کیسے کیسے روزمرہ اور محاورے کیسی کیسی تراکیب کیسے کیسے فقرے کیسے کیسے مذاکرے کیسی کیسی پھبتیاں کیسے کیسے ادبی معرکے اور کیسی کیسی آوازوں میں کیا کیا اشعار بہ زبان شاعر محفوظ ہیں جن کی یادوں کا دریچہ کھلتا ہے تو اب بھی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں چلنے لگتی ہیں۔ ان یادوں کا تاثر ایسا سرمایہ ہے جو کسی کسی کو نصیب ہوتا ہے۔ یہ اکتساب علم سے حاصل نہیں ہوتا۔ یہ ''تانہ بخش خدائے بخشندہ'' والی بات ہے، کاش حیدری منزل کے ۱۹۴۸ء سے ۱۹۵۷ء تک کے عشرے کی ادبی زندگی کے شب و روز کوئی قلم بند کر کے محفوظ کر لے۔ کیا کیا لوگ تھے جنہیں وقت کے تھپیڑوں اور زمانے کے جبر نے حیدری منزل میں جمع کر دیا تھا، کتنی کہانیوں نے جنم لیا، کتنے افسانے بنے کتنے ناول قرطاسِ وقت پر تحریر ہوئے کتنے نئے رشتوں کی بنیاد پڑی کتنے ساتھ چھوٹے، کتنے مفقود الایام اور لاثانی کردار ابھرے، ذہن کے نقوش پر اور یادوں کی زنبیل میں کیا کیا نام موجود ہیں، عین الیقین جو مہمل شعر گوئی کرتے تھے، موزوں شعر کہنا ان کے بس میں نہ تھا مگر حیدری منزل کے منچلوں نے انہیں استاد عین الیقین کہنا شروع کر دیا تھا اور وہ خود بھی اپنے آپ کو اسی

Presented by Ziaraat.Com

مرتبہ پر فائز سمجھتے تھے۔للہ بھائی کی ساری زندگی جو حیدری منزل میں گذری، مشروبات تیار کرنے اور اسکی فروخت میں گذری، خوب آدمی تھے، جناب انجم اکبرآبادی کا یہ شعر جوان کے بھتیجے مشتاق عباس نے مجھے یاددلایا یہ ہے کہ

موت جب آئے گی للہ بھائی کو
چائے کا چھڑکاؤ ہوگا قبر پر

وکیل صاحب، پکھیرو اور کھوچڑ کیا کیا نام یاد آرہے ہیں، حیدری منزل کے باسیوں میں بہت سے اللہ کو پیارے ہوگئے، بہت سے حیدری منزل سے امریکہ تک جگہ جگہ آباد ہیں، اللہ ان سب کو تندرست توانا اور خوشحال رکھے۔آمین

کوکب صاحب ۱۸۹۹ء میں آگرہ میں پیدا ہوئے، وہیں تعلیم پائی، ریلوے میں ملازمت اختیار کی، کلکتہ، ہاوڑہ، آسسول، میرٹھ اور غازی آباد سمیت مختلف شہروں میں رہے، حیدرآباد دکن بھی گئے جہاں اُن کی بیٹی چاند سلطانہ پیدا ہوئی جس کو ساری دنیا اب چندن کے نام سے جانتی ہے، کوکب صاحب کی گیارہ سالہ فالج زدگی کے دوران چندن نے اپنے والد کی بڑی خدمت کی، کوکب صاحب طویل القامت شخص تھے، اُن کو اپنے دونوں ہاتھوں میں بھر کر صحن میں لاکر چارپائی پر بٹھانا، سرکی حجامت بنانی، داڑھی کے بال تراشنا، نہلانا دھلانا اور پھر ان کے بستر پر واپس پہنچانا، یہ سب کچھ آسان کام نہیں تھا وہ بھی تن تنہا ایک لڑکی کے لئے، کوکب صاحب کو اللہ نے تین بیٹے اور پانچ بیٹیاں عطا کیں، آٹھ اولادوں میں سے سات اللہ نے لے لیں ایک چندن ہی بچی جو شاید اللہ نے اسی لیئے چھوڑی تھی کہ اپنے بیمار باپ کی خدمت کرے اور جس کا اس نے حق ادا کردیا۔ماں اور باپ دونوں کی طرف سے حج بدل کروائے، ان کی مغفرت کیلئے نمازوں، دعاؤں اور دادودہش کا ایک سلسلہ ایک مدت سے جاری ہے جو شاید اس کے آخری دم تک چلتا رہے گا۔

Presented by Ziaraat.Com

کوکبؔ آفندی کا ایک شعر سن کر سردار عبدالرب نشتر آبدیدہ ہو گئے، نوشہ مرزا آفندی کے رضویہ کالونی میں کنڈر گارٹن اسکول کا سالانہ جلسہ تھا۔ جلسہ گاہ معصوم طالب علموں، اُن کے والدین، ان کے اساتذہ شعبہ تعلیم سے متعلق مقتدر ہستیوں اور معززین شہر سے بھری ہوئی تھی، جلسہ کی صدارت قائد اعظمؒ کے معتمد رفیق کار سردار عبدالرب نشتر فرما رہے تھے، اسکول کے چھوٹے چھوٹے بچوں اور بچیوں نے اپنے اس جلیل القدر اور ہر دلعزیز صدر کے لئے ایک نظم پیش کی جس کے ایک ایک شعر نے حاضرین سے داد وصول کی اور جب معصوم بچوں نے شعر پڑھا کہ

مدرسہ کیا نذر لاتا ایسے رہبر کے لئے
سینکڑوں معصوم دل حاضر ہیں نشتر کے لئے

تو سب نے دیکھا کہ ایک محبت بھرا احساس اور گداز دل رکھنے والے پاکستان کے اس عظیم بیٹے کی آنکھیں آنسوؤں سے بھیگی ہوئی تھیں۔

۲ جنوری ۱۹۶۱ء کو میری شادی چندن سے ہوئی، کوکبؔ صاحب کا مکان میرے والد حضرت فیضؔ بھرت پوری کے گھر کے متصل تھا۔ شادی کے چند ہفتوں کے بعد ہی اپنی والدہ کے کہنے پر میں نے اپنی رہائش کوکبؔ صاحب کے گھر کر لی اور پھر ہم ہمیشہ ساتھ ہی رہے۔ آج ۹ مئی ۲۰۱۰ کو میں جہاں بیٹھا اپنا یہ مضمون قلم بند کر رہا ہوں یہ مکان بھی ایک جانب میرے والد کے مکان سے ملا ہوا ہے۔ اچھی نانی کا یہ گھر آدھی صدی سے زیادہ عرصے پر محیط ماضی کا علمبردار ہے، یادوں کا ایک طوفان ہے جو منظر بر منظر پیش کر رہا ہے، سب لوگ چلتے پھرتے مجھے نظر آ رہے ہیں۔ اچھی نانی اچھے نانا، نبن ماموں، میں جب امریکہ سے روانہ ہو رہا تھا تو میرے پاس کراچی میں قیام کے لئے کئی OPTIONS تھے، ناظم کا مکان، ندیم کا مکان، عامر کا مکان کاشف کا مکان اور اپنے عزیز دوست شبر کا مکان، مگر میں نے علی عباس رضوی کی اجازت کے بعد کسی اور OPTION پر دوسری نظر نہیں ڈالی اور کراچی ایئر پورٹ

Presented by Ziaraat.Com

سے سیدھا اُسی گھر پہنچا جس کی دیواریں میرے والد کے مکان سے متصل ہیں اور جن کو دیکھ کر ایک عجیب سی اپنائیت محسوس ہوتی ہے۔ یہ گھر ہمارے ماضی کو ہمارے حال سے جوڑے ہوئے ہے۔ اس کا درمیان کا کمرہ جہاں اچھی نانی رہتی تھیں، میرے استعمال میں ہے کوکبؔ صاحب بھی جو اچھی نانی سے کافی بڑے تھے، وہ بھی ان کو اچھی نانی ہی کہتے تھے بلالحاظِ عمر، مرتبہ اور مقام، وہ سب کی اچھی نانی تھیں، مجھے اس بات کا فخر ہے کہ میں نے اپنے بزرگوں میں سے ایک کو دو، دو، نانی کہا اور دوسری کو اچھی نانی کہا اور میرا یہ کہا ہوا ان کی پہچان ہی بن گیا اور اب وہ پورے کراچی کی اچھی نانی ہیں، سامنے سعید صاحب کا گھر ہے، ان کے بیٹے اظہر سے ملاقات ہوتی رہتی ہے برابر میں عبداللہ صاحب کے ہاں سے اکبر کئی بار آچکا ہے اتقاً صاحب کے ہاں، میں ہانی اور عنبر گئے، سب سے ملاقات ہوئی، نعمان اور سلمان کی بیویاں ان کی والدہ اور بچیاں سب ہی سے ملاقات ہوئی پرانی قدروں کے لوگ ہیں بغیر تواضع اور مہمانداری کے کہاں چھوڑنے والے تھے اس لیے بہت دیر بیٹھے اور پھر اجازت ملی۔ محبتوں کے قرض بہت مشکل سے ادا ہوتے ہیں اللہ سب کو خوش وخرم اور تندرست وتوانا رکھے۔ آمین

کوکب صاحب 1899ء میں پیدا ہوئے ۱۹۲۷ء میں ان کی شادی حسینہ بیگم بنت ولایت علی سے آگرہ میں ہوئی۔ ریلوے کی ملازمت OPT کر کے ۱۹۴۸ء میں بذریعہ لاہور، کراچی پہنچے اور حیدری منزل میں سکونت اختیار کی پھر رضویہ کالونی میں موجد سرسوی کے گھر میں سال ڈیڑھ سال رہے پھر لسبیلہ کے پل کے ساتھ ایک مکان کرائے پر لے کر اس میں پرچون کی ایک چھوٹی سے دکان کھول لی اور آخر کار ۱۹۵۵ء میں اپنے نامکمل سے گھر میں ناظم آباد منتقل ہو گئے یہ مکان فرح ظفر کے امریکہ جانے کے بعد چندن کے کہنے پر فروخت کر دیا گیا۔

کوکبؔ صاحب کا جنوں سے کوئی تعلق تھا یا نہیں اس کے بارے میں خاندان میں کچھ کہانیاں

Presented by Ziaraat.Com

مشہور ہیں آپ بھی سن لیجیے۔کوکبؔ صاحب کے والد حضرت بزمؔ آفندی کے لڑکپن کا یہ دلچسپ واقعہ زباں زدِ عام ہے کہ گھر میں کسی نے ان کے ہاتھوں میں مہندی لگی دیکھی، پوچھا تو انہوں نے جواب سے گریز کیا، بات منشی منیرؔ تک پہنچی، انہوں نے پوچھا، عاشق حسین تمہارے ہاتھوں پر یہ مہندی کیسی ہے، فرماں بردار بھانجے نے جواب دیا کہ آج رات میری شادی ایک پری سے ہونے والی ہے یہ سن کر ہرفن استاد منشی منیرؔ نے کہا کہ تم اس کمرے کے اندر چلے جاؤ، خواہ کچھ ہو باہر نہ آنا اگر پورے گھر کو آگ لگ جائے تب بھی تم اس کمرے سے باہر نہیں نکلو گے، یہ کہہ کر اس کمرے میں تالہ ڈالا اور چابی اپنے پاس رکھ لی۔کمرے کے سامنے سفید چاندنی بچھا دی گئی، شمعیں اگر بتیاں روشن کر دی گئیں اور ایک تخت شہ نشین کے طور پر کمرے کے دروازے کے ساتھ بچھا دیا گیا جس پر منشی منیرؔ بیٹھ گئے اور اس پورے علاقے کو حصار کھینچ کر محفوظ کر لیا۔کچھ دیر بعد جنوں کی یلغار ہوئی اُن کی کوشش تھی کہ وہ کسی طرح مرزا عاشق حسین کو اپنے ساتھ لے جائیں مگر وہ منشی منیرؔ کے کھینچے ہوئے مضبوط حصار میں تھے، رات بھر لڑائی ہوتی رہی مگر جنات کامیاب نہ ہوسکے آخر کار صبح دم شکست خوردہ وہاں سے لوٹنے پر مجبور ہوئے لیکن جاتے جاتے یہ کہہ کر گئے کہ وہ آج کا انتقام آئندہ نسلوں سے بھی لیں گے۔

پھر ایک روز اچانک یہ معلوم ہوا کہ بزمؔ صاحب کے بیٹے مرزا اعجاز حسین عین عالم شباب میں غائب ہو گئے جو باوجود تلاشِ بیسار کہیں نہیں ملے۔پھر ایک دن نیرا کبر آبادی نے جواُن کے رشتہ کے بھائی تھے جھانسی کی ایک شکارگاہ میں ان کو گھوڑا دوڑاتے ہوئے دیکھا تو ان کا پیچھا کیا، انہوں نے اپنا گھوڑا اور تیز کر دیا، گردن پھرا کر نیرا کبر آبادی کو دیکھا اور صرف اتنا کہا کہ نیر میرا پیچھا نہ کرو تمہیں کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔میں ان کی تحویل میں ہوں۔نیر صاحب اعجاز بھائی۔اعجاز بھائی کہتے رہ گئے اور وہ اپنا گھوڑا سرپٹ دوڑاتے ہوئے روپوش ہو گئے اور پھر وہ کسی کو، کبھی، کہیں نظر نہیں آئے۔

جناب مرزا عاشق حسین بزمؔ آفندی کا شمار اساتذہ میں ہوتا ہے۔وہ اردو شاعری کے ایک

Presented by Ziaraat.Com

مستنداستاد کا درجہ رکھتے ہیں وہ صاحب دیوان شاعر ہیں،ان کا معراج نامہ اتنا مشہور ہوا کہ اُنہیں معراج الشعرا کے خطاب سے نوازا گیا۔معراج کے حوالے سے ان کی غزل کا یہ شعر بھی تمام ہندوستان سے خراج تحسین لے چکا ہے۔

ایک شب عرش پہ محبوب کو بلوا ہی لیا
ہجر وہ غم ہے، خدا سے بھی اُٹھایا نہ گیا

میں نے اپنی نوعمری میں ان کو ۱۹۴۷ء میں حیدرآباد دکن میں دیکھا ہے، بزم صاحب بلند قامت باوقار اور وجیہہ وشکیل شخصیت کے حامل تھے سر اور داڑھی کے سب بال سفید تھے،کوکب صاحب ظاہری اور جسمانی اعتبار سے اپنے والد سے بہت مشابہہ تھے، بزم صاحب نے تقریباً سو سال عمر پائی ۱۹۵۳ء میں حیدرآباد دکن میں انتقال کیا۔اُن کے شاگرد انہیں پالکی میں گود میں اٹھا کر سوار کراتے اور وہ اس کبرسنی کے باوجود رات رات بھر شاعروں کی صدارت کرتے اور مشاعرہ ختم کروا کے گھر لوٹتے تھے۔اُن کے بے شمار شاگرد حیدرآباد دکن آگرہ اور دیگر شہروں میں موجود تھے،وہ تمام اصناف سخن پر مکمل دسترس رکھتے تھے ان کی قادرالکلامی کے بے شمار مظاہر ان کی غزلوں اور مرثیوں میں بھرے پڑے ہیں ضیاالحسن مولوی کے مطابق انہوں نے سینکڑوں مرثیے کہے، میری بیوی چندن جوان کی پوتی ہیں اُن کا کہنا ہے کہ ایک بڑے سائیز کا صندوق دادا ابا کے مرثیوں سے بھرا ہوا تھا۔میرے پاس ان کے کل اٹھائیس مرثیے موجود ہیں جو انشاءاللہ جلد منظر عام پر لائے جائیں گے، بزمؔ صاحب اپنے ماموں منشی منیرؔ سے اصلاح لیتے تھے، کہتے ہیں کہ رئیس پنڈراول نے نجمؔ آفندی کو مرزا اوجؔ کی شاگردی کا مشورہ دیا تو انہوں نے برجستہ جواب دیا کہ میرے گھر کی استادی ہے میں کیوں کسی اور کو استاد بناؤں۔رئیس نے پوچھا کون تو کہا منشی منیرؔ، یہ سن کر وہ خوش بھی ہوئے اور مطمئن بھی۔

قارئین کرام اس کتاب کا انتساب دیکھ کر ضرور چونکے ہوں گے، جنوں سے متعلق کوکب

Presented by Ziaraat.Com

صاحب کے والد اور بھائی کے واقعات تفصیلاً اوپر بیان ہو چکے۔بعض لوگوں کا خیال ہے کہ کوکب صاحب کا فالج بھی جنوں ہی کا دیا ہوا تھا۔۱۹۵۹ء میں میری شادی سے دو سال پہلے ان پر فالج کا حملہ ہوا جس نے ان کے آدھے دھڑ کو ناکارہ بنا دیا۔ساتھ لقوہ بھی تھا جو علاج سے ٹھیک ہو گیا مگر فالج ان کا مرض الموت ٹھہرا،کوکبؔ صاحب گیارہ سال بستر پر رہے،مگر ان کا بدن کہیں سے لگا نہیں،دانے یا آبلے کچھ نہیں پڑے،میں کبھی ان کے فالج زدہ پیر میں گدگدی کرتا تو وہ اپنا پیر ہٹانے کی کوشش کرتے یعنی فالج میں بھی گدگدی کا احساس انہیں ہوتا تھا،نماز پانچ وقت کی باقاعدگی سے پڑھتے تھے مگر بغیر وضو کے،وہ وضو کر ہی نہیں سکتے تھے،طہارت کے تقاضے بھی پورے ہونے ممکن نہ تھے،قیام قعود اور سجدہ بھی صحیح طرح ادا کرنا ان کے بس میں نہ تھا۔سارے ارکان وہ اشاروں ہی سے ادا کرتے، آخری ایام میں عجیب قسم کے دورے انہیں پڑنے لگے تھے جو رفتہ رفتہ بڑھتے گئے اور ان کے دورانیے میں بھی شدت آتی گئی اور ایسے ہی ایک دورے کے دوران وہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے جس روز انتقال ہوا،میرے بینک کیلئے روانہ ہوتے وقت انہوں نے کہا،بھئی آج ذرا جلدی آ جانا،آج ہم شاید چلے جائیں،میں نے مذاقاً کہا،خالو ابا آپ ہر روز جانے کی بات کرتے ہیں اور پھر جانے کا ارادہ بدل دیتے ہیں یہ سن کر وہ بہت زور سے ہنسے اور کہا،تم نے فانیؔ کا وہ شعر سنا ہے۔

چمن سے رخصتِ فانیؔ قریب ہے شاید
کچھ اب کے بوئے کفن دامن بہار میں ہے

میں نے کہا فانیؔ کی بات چھوڑیئے،اُسے سوائے موت کی باتیں کرنے کے اور کچھ آتا ہی کب تھا،کہنے لگے نہیں بیٹا فانی اردو غزل کا بڑا شاعر ہے،اس شام حسب معمول جب میں گھر پہنچا تو کوکبؔ صاحب واقعی جا چکے تھے۔گھر میں عزیز رشتہ دار،سوگواروں کو تعزیت دینے کیلئے جمع ہو رہے تھے اور سوگواروں کے جھمگٹ میں ایک کالی بلی میت کی چارپائی سے لگی بیٹھی تھی۔کبھی ہٹنا بھی پڑتا تو ہٹ جاتی

Presented by Ziaraat.Com

مگر موقع پاتے ہی پھر آ بیٹھتی، وہ کالی بلی جنازے کے جلوس کے ساتھ گھر سے نکلی اور قبرستان تک گئی، پھر وہ کہیں نظر نہیں آئی، اپنی زندگی کے آخری ایام میں کوکبؔ صاحب کو میں نے خود نادیدہ لوگوں سے باتیں کرتے سنا ہے، میں نے پوچھا بھی کہ خالوابا یہ کون لوگ ہیں کیوں آتے ہیں اور کہاں سے آتے ہیں، تو گھر کی مشرقی دیوار کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ادھر سے آتے ہیں میری مزاج پرسی کرتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ کسی سے کچھ کہتے نہیں اور کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتے، انہوں نے مزید بتایا کہ ہندو ہیں میں نے کہا کیسے معلوم تو کہا وضع قطع سے ہندو لگتے ہیں عورت، مرد، بوڑھے، بچے ادھیڑ اور جوان سب ہی ہیں، ایک روز میں نے مولانا رضا لقمان سے پوچھا کہ یہ خالوابا کیا کہتے ہیں، کہنے لگے وہ کچھ غلط نہیں کہتے انہیں جو نظر آتا ہے، وہی کہتے ہیں پھر میں نے اپنے رشتہ کے بھائی، عباس بھائی سے جو جنوں کے تعلقات کے حوالے سے بین الاقوامی شہرت رکھتے تھے، کچھ سوالات کئے جن کے جواب جنوں ہی سے ملے یعنی وہ تحریر جنوں ہی کی تھی، ان کا جواب یہ تھا کہ

"آپ کے گھر میں جنات ہیں لیکن آپ کو گھر چھوڑنے کی ضرورت نہیں، وہ آپ سے کچھ نہیں کہیں گے"۔

یہ حسنِ اتفاق بھی میرے لئے بڑی کسب سعادت ہے کہ شاعر اہلبیت حضرت علامہ نجم آفندی کو بھی کوکبؔ صاحب کے 5 سال بعد غسل وکفن میں نے اپنے ہاتھوں سے دیا۔ کوکبؔ صاحب کو غسل دیتے لوگ ڈرتے تھے، وہ کالی بلی سب کی نظروں میں تھی اس لئے کوکبؔ صاحب کا غسل وکفن مجھی کو کرنا پڑا تھا۔

میں آپ کے اور "چراغ بزم کا ہوں" کے درمیان زیادہ دیر حائل ہونا نہیں چاہتا۔ اس لئے اجازت دیجئے اور کوکب صاحب کے کلام کا لطف اٹھایئے، خدا حافظ

آپ سب کا

باقرؔ زیدی

Presented by Ziaraat.Com

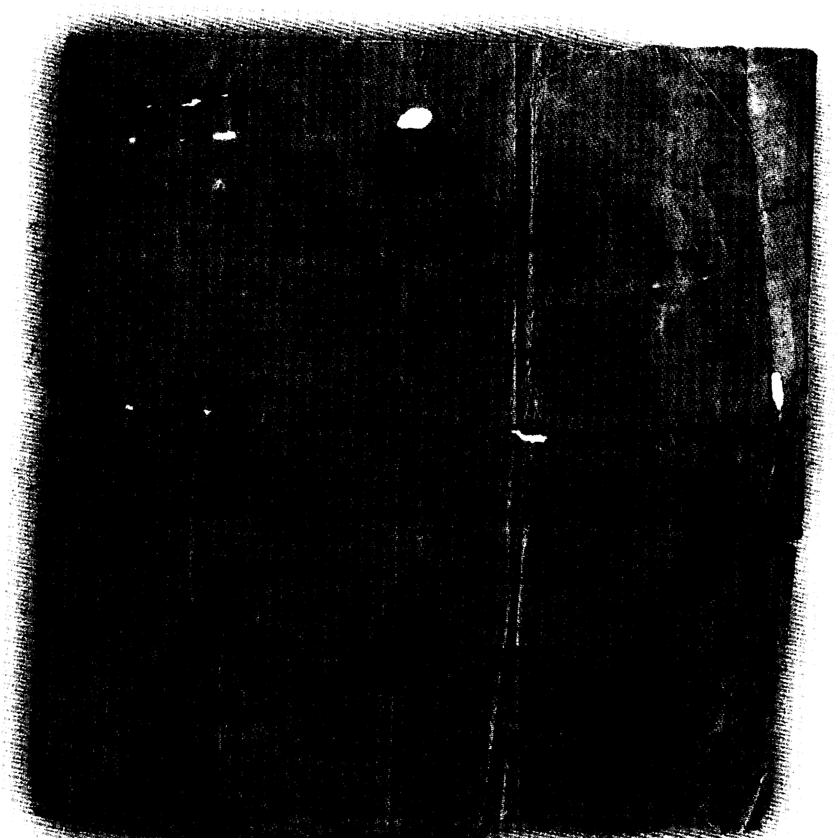

کوکب صاحب کے نام ریڈیو پاکستان کراچی کے مشاعرے کا دعوت نامہ جو ۱۰ فروری ۱۹۵۱ء کو ہوا۔

Presented by Ziaraat.Com

کوکب آفندی، فرزانہ بیٹی، حسینہ بیگم بیوی اور بڑی بیٹی چندن کے ساتھ۔

Presented by Ziaraat.Com

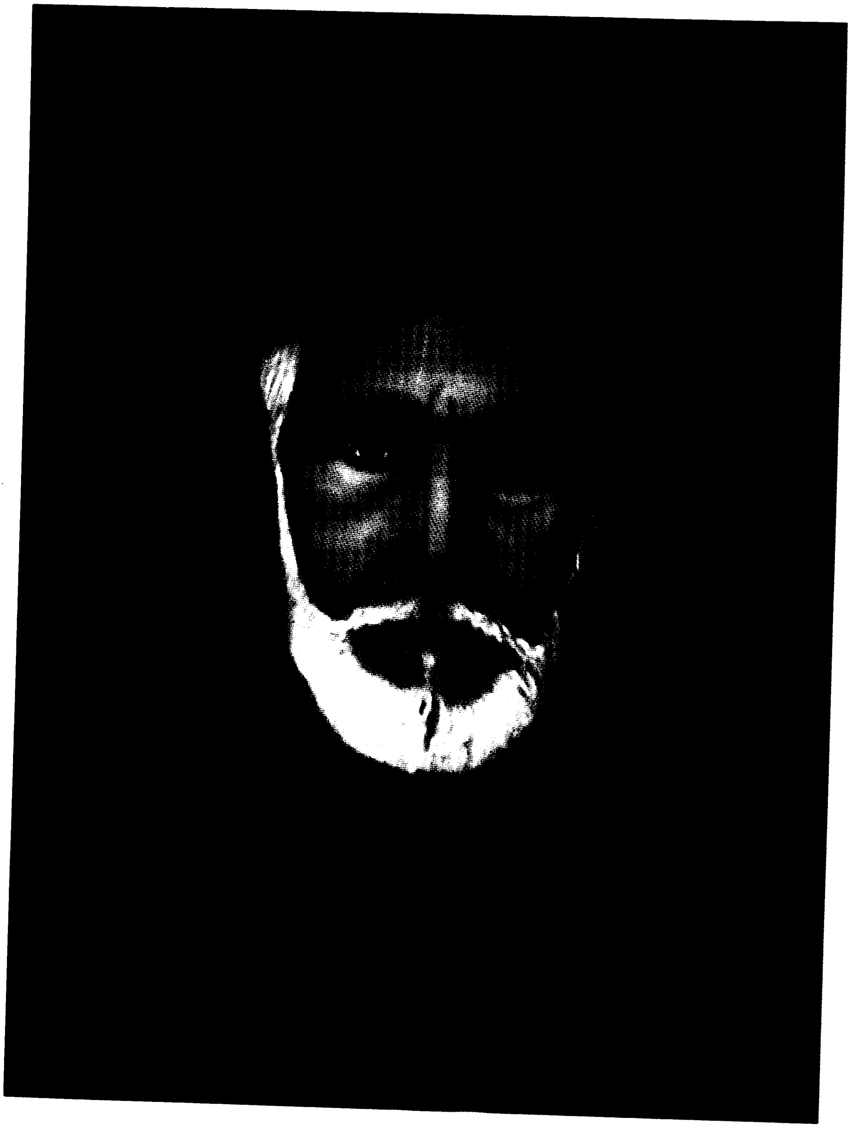

کوکب آفندی کے والدِ ماجد حضرت بزم آفندی اکبر آبادی۔

Presented by Ziaraat.Com

شعر و سخن میں نجمؔ یہ ہیں بے نیازیاں
بیٹھا ہوں اجتہاد کی قوت لیے ہوئے

کوکب صاحب کے برادر بزرگ حضرت علامہ نجم آفندی اکبر آبادی۔

Presented by Ziaraat.Com

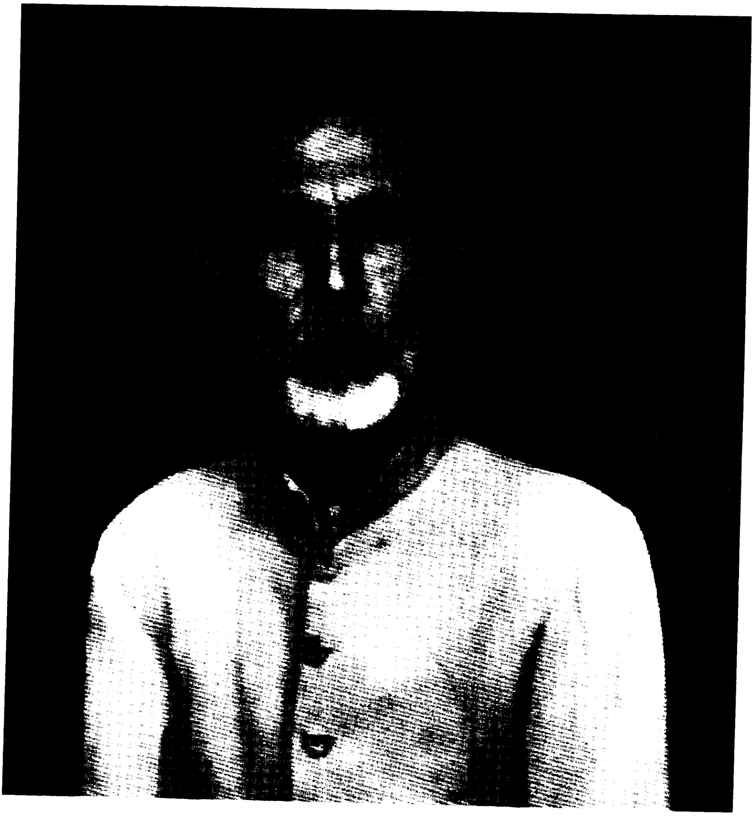

کوکب آفندی

Presented by Ziaraat.Com

چندن

Presented by Ziaraat.Com

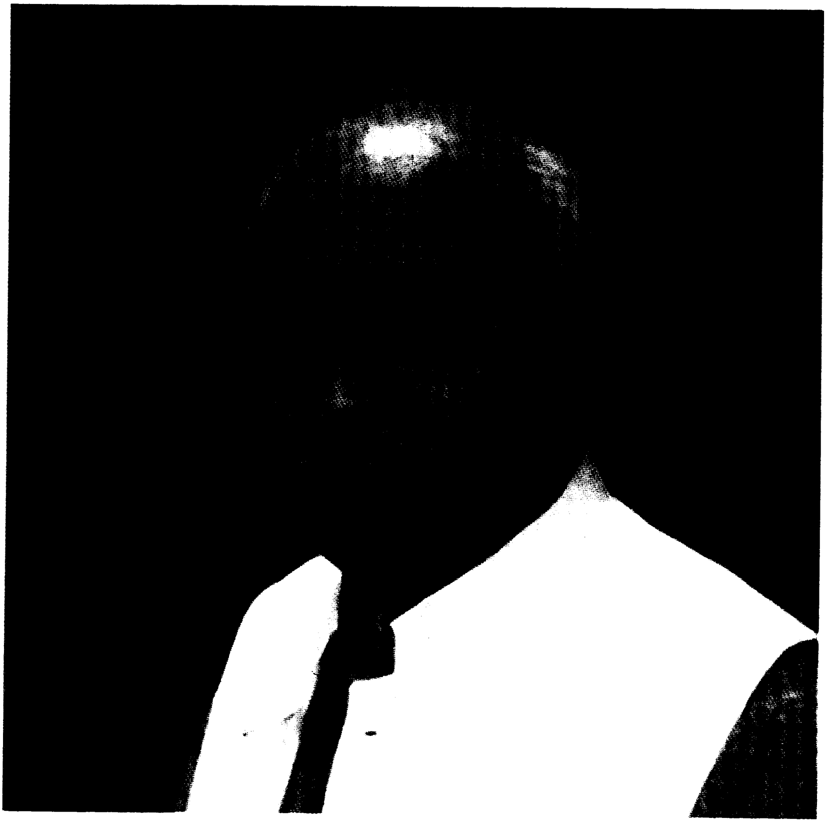

باقر زیدی

Presented by Ziaraat.Com

حُجتہ الاسلام سید محمد عون نقوی جناب باقر زیدی کو کتاب پیش کرر ہے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

''کوکبؔ کا کوئی شعر نہیں لطف سے خالی''

ڈاکٹر سید تقی عابدی، ٹورنٹو، کینیڈا

سلیماں مرزا کوکبؔ آفندی اکبرآبادی کی استخوان بندی میں شاعری کا جوہر نہاں بھی ہے اور عیاں بھی ہے۔ شعر و سخن کے جس گلشن سے مرزا کوکبؔ کا خونی رشتہ جڑا ہے اس میں مرزا فصیحؔ منشی منیرؔ شکوہ آبادی، بزمؔ آفندی اور نجمؔ آفندی قابل ذکر ہیں۔ یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ اردو شعر و ادب کے ممتاز شاعر جناب باقرؔ زیدی نے جو خود مرثیہ اور غزل کے اعلیٰ پایہ کے کلاسک شاعر مانے جاتے ہیں اس عظیم شاعر کا بچا کھچا کلام جو تقریباً سوا سات سو اشعار پر مشتمل ہے بڑی عرق ریزی اور دقیق نظری سے بوسیدہ اوراق سے صفحہ قرطاس پر منتقل کر کے اردو شعریات کی خدمت ہی نہیں بلکہ ایک شریف فرشتہ صفت داماد کا حق بھی ادا کیا ہے جس کیلئے شعر و ادب کے پرستار باقرؔ زیدی کے ممنون ہیں۔

مرزا کوکبؔ آفندی کے باقی ماندہ کلام میں اتنی توانائی اور کشش موجود ہے جو انہیں کلاسک شاعری کے صفِ اول کے شاعروں میں کھڑا کر سکتی ہے۔ کوکبؔ آفندی اردوئے معلیٰ کی کلاسک غزل کی بہار کے آخری پھولوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ تغزل اور زبان کا رچاؤ انہیں غزل کے مختلف دبستانوں سے جوڑتا ہے۔ کوکب صاحب کا اگرچہ دَستِ بُردِ زمانہ سے جو کلام بچا ہے اس میں کوئی نظم حمد کے عنوان پر نہیں ملتی لیکن غزلوں میں حمدیہ اشعار کی اچھی تعداد نظر آتی ہے اس شعر میں حسن مجازی سے حسن حقیقی کا سفر دیکھئے۔

ہر ایک شے میں نظر آ رہا ہے تو مجھ کو ؎
جب اپنے آپ کو کھویا تو پا گیا ہوں میں

یہ ابتدا ہے رنگ ابھی ہے مجاز کا ؎
نغمہ سنیں گے ہم بھی حقیقت کے ساز کا

Presented by Ziaraat.Com

جب ہوش تھا، تلاش میں ناکام ہی رہے
کھوئے گئے جو ہوش تو ہم ان کو پا گئے

منزل تھی آخری یہ میرے جذبِ شوق کی
کھنچ کر وہ لامکاں سے مرے دل میں آ گئے

کوکبؔ کے مجموعہ اشعار میں دو نظمیں نعت کے عنوان پر اور ایک غزل نما نعت اس امر کی دلیل ہیں کہ اس خاندان نے لغت کے مضامین میں جدت طرازیاں کی ہیں۔ نعت گوئی کی توفیق کی مہک ہر رہگزر کو اپنی طرف متوجہ کر لیتی ہے۔ کوکبؔ کے والد مرحوم بزمؔ نے اگر معراج کے مضمون کی رنگینی کو ہجر و وصال کے تغزل سے گلگوں کیا۔

ایک شب عرش پہ محبوب کو بلوا ہی لیا
ہجر وہ غم ہے خدا سے بھی اٹھایا نہ گیا

تو دوسری طرف بڑے بھائی نجمؔ آفندی نے حضورؐ کی بشریت انسانیت کی معراج قرار دی۔

صورت گر ازل نے ترے اعتبار پر
اک مشتِ خاک تھی جسے انساں بنادیا

کوکبؔ مرزا نے شگفتہ اور سلیس لفظوں میں نور محمدیؐ اور محبوب الٰہی کا تذکرہ یوں کیا ہے۔

شب ہوئی پر نور ان سے، دن انہیں سے کامیاب
سب انہیں کا فیض ہے شمس و قمر کا نام ہے

Presented by Ziaraat.Com

کوکبؔ آفندی

؎ خدائی ان کی ہے اور یہ خدا کے خاص بندے ہیں
خدا خود ان کا شیدا ہے نہ کیوں پھر ان پہ پیارے آئے

مرثیہ نگاری اور سلام نگاری میں بھی کوکبؔ آفندی کے اجداد ممتاز رہے۔ آج بھی ان کے والد بزمؔ آفندی کے تیس (۳۰) کے قریب مرثیے ہمیں اس دبستان مرثیہ کی انفرادیت کی نشاندہی کرتے ہیں ہمارے درمیان یوں تو کوکبؔ مرزا کا کوئی مرثیہ موجود نہیں لیکن رثائی ادب کا تبرّک چار سلاموں کی شکل میں اس دشت کی سیاحی کی گواہی دیتا ہے۔

"حُرؔ" اردو شاعری میں ایک مجاہد کربلا ہی نہیں بلکہ "حریت، آزادی اور بخشش" کا استعارہ بن گیا۔ کوکبؔ کے سلاموں کے آہنگ میں منقبت کی چاشنی اور تغزل کی جھلک بھی نمایاں ہے۔ یہ سلام مبکی نہیں، اگرچہ مضامین دل کے تاروں کو چھیڑ دیتے ہیں اور آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی ہے۔

مختلف سلاموں میں حُر پر یہ اشعار دیکھئے۔

؎ ہوگیا ناری سے نوری الفتِ شبیرؑ میں
حُر کا سر زانوئے شہ بختِ رسا ایسا تو ہو

؎ کردیا آزاد حُر نے پھر بھی کیسے جان دی
ساتھ دے مشکل میں عبدِ باوفا ایسا تو ہو

؎ معراج اس کو کہتے ہیں ذرّہ ہے آفتاب
زانوئے شاہ حُرِ وفادار کیلئے

Presented by Ziaraat.Com

کوکبؔ آفندی

چراغ بزم کا ہوں

ع
سرخرو جنت میں پہنچا مہر سرورؑ دیکھئے
حُر کی قسمت دیکھئے حُر کا مقدر دیکھئے

ع
حُر نکل کر آ گیا دوزخ سے جنت کی طرف
دیکھتا ہی رہ گیا لشکر کا لشکر دیکھئے

مرزا کوکبؔ کی کہنہ مشقی، کلام کی پختگی اور فطری شاعری کی سب سے بڑی دلیل مصرعوں میں لفظوں کی بندش اور ترکیب ہے علامہ شبلی کہتے ہیں عمدہ شعر وہ ہے جس کی نثر نہ ہو سکے یعنی شعر خود نثر کے قریب ہو۔ مرزا کوکبؔ کے تقریباً تمام اشعار سلیس زبان اور روزمرہ میں نظر آتے ہیں۔ یہاں ادق، نامانوس، گنجلک الفاظ کا گزر نہیں۔ محاورہ اور تلمیحات سے دریا کو کوزے میں بند کرنا ان کا فن ہے جیسے حُر کا سر اور زانوے شاہ، دوزخ سے جنت کی طرف۔ آخری شعر کے مصرع ثانی میں الفاظ کی تکرار کے ساتھ منظر کشی اور واقعہ نگاری کا حق ادا کیا گیا ہے۔

ع
حر نکل کر آ گیا دوزخ سے جنت کی طرف
دیکھتا ہی رہ گیا لشکر کا لشکر دیکھئے

منقبت نگاری کوکبؔ کے رگ وریشہ میں سمائی ہوئی ہے۔ صدیوں کی عاشقی اور غدیری نشہ کی بے خودی سے اس خاندان کا ہر شاعر پہچانا جاتا ہے اگرچہ منقبت کے عنوان پر کوئی مخصوص نظم نہیں لیکن کوکبؔ کی ذات کی طرح ان کی شاعری میں بھی ہر مقام اور موقع پر ان جذبات کا اظہار روز روشن کی طرح عیاں ہے۔

ع
یہ ظاہر ہے زمانے پر کہ کوکبؔ بوترابی ہے
اسے کیا خوف مرقد کا اسے کیا ڈر ہے محشر کا

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

اک زمانہ دنگ ہو معجز نما ایسا تو ہو
کہہ اٹھیں جس کو خدا سب ناخدا ایسا تو ہو

ہوگئی آسان مشکل جب لیا نام علیؑ
مظہر نور خدا مشکل کشا ایسا تو ہو

کوکبؔ کسی کے سامنے جھکتا نہیں یہ سر
بندہ ہوں میں بھی ایک ہی بندہ نواز کا

کوکبؔ نے اپنی غزلوں میں صنعتِ حسنِ تخلص کے ساتھ ساتھ اپنی دلی اور دیرینہ آرزوؤں کا اظہار بھی کیا ہے۔ بزمؔ آفندی کے دونوں بیٹے نجمؔ اور کوکبؔ آسمان سخن پر درخشاں ہیں چنانچہ کوکب کہتے ہیں۔

چراغ بزم کا ہوں آسماں پہ ہوں کوکبؔ
یہ کائنات کی رونق تو ہے مرے دم سے

کربلا جانے کا عزم اور پھر وہیں رہ جانے کی خواہش کو مختلف اشعار میں باندھا ہے۔

کوکبؔ کو بھی بلایئے اے شاہ کربلا
کب حکم ہوگا مجھ سے گناہ گار کیلئے

چلو اب کربلا کوکبؔ یہی ہے وقت جانے کا
تمہاری زندگی ہوجائے گی روضہ پہ مرجانا

یوں تو کوکبؔ کے کلام میں قومی ترانہ، رخصتی کی نظم اور تین سہرے بھی موجود ہیں لیکن ان کا اغلب کلام غزلوں پر مشتمل ہے درحقیقت اس کلام کی روشنی میں ہم کوکبؔ کو غزل کا شاعر کہہ سکتے ہیں کوکبؔ کی ایک نامکمل غزل ہے اور بعض غزلیں مصرعہ طرح پر کہی گئی ہیں لیکن زیادہ تر غزلیں ان کے مزاج کے آہنگ سے لبریز ہیں۔ جن میں کچھ دوغزلہ بھی ہیں۔ کوکبؔ کی غزل کے تجزیہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پاس جذبہ غم اور احساسِ شکست کا رچاؤ نہیں بلکہ شوق کی بے پایانی اور زندگی کا اضطراب موجزن ہے۔ وہ حوادث سے کہیں بھی مغلوب نہیں ہوتے۔ ان کی زندہ دلی اور جدت طرازی عشق کی ناکامیوں اور حسن کی بے وفائیوں سے کام لے کر ان کی محبت کو سلیقہ سکھا دیتی ہے۔ اسی لئے تو کہتے ہیں۔

ے کون کہتا ہے کہ مجھ میں جذبہ کامل نہیں
میں ادھر ہوں وہ ادھر پردہ کوئی حائل نہیں

ے جبر ہے یا اختیار اب تو پرائے بس میں ہے
ناز تھا جس پر ہمیں اب وہ ہمارا دل نہیں

ے جہاں بنایا نشیمن وہیں گری بجلی
جلاؤ اور جلاؤ پھُکا ہوا ہوں میں

ے شب فرقت اگر اس ماہ رو کے غم میں روتا ہوں
مرے ہر ایک آنسو پر گماں ہوتا ہے اختر کا

Presented by Ziaraat.Com

ے اس عشق بے پناہ سے اللہ کی پناہ
دیکھا ہے جس نے حسن کو حیراں کبھی کبھی

ے میری نگاہِ شوق کی گردش کے ساتھ ساتھ
کل کائنات ہوتی ہے رقصاں کبھی کبھی

یہ سچ ہے کہ اردو غزل مختلف ادوار سے گزری اور مختلف اوقات اور مقامات پر اس کے اسلوب میں تبدلیاں ہوتی رہیں لیکن اس کے بنیادی ڈھانچہ میں کوئی خاص تبدیلی نہیں ہوسکی اس لئے اس محکم صنف کی حکومت بھی ملک سخن سے مٹ نہ سکی۔

فطری غزل گو شاعر کا تغزل ایک خاص قسم کی فضا رکھتا ہے جو اس کے سماجی، تمدنی حالات اور داخلی کیفیات کا نتیجہ ہوتی ہے جس کی وجہ سے عشق وحسن کے معاملات میں اظہار و ترسیل میں فرق نظر آتا ہے۔ مرزا کوکبؔ کی پرورش ایک علمی ادبی اور مذہبی گھرانے میں ہوئی جہاں شعر وادب اوڑھنا اور بچھونا تھا، معاشی تقاضوں کو پورا کرنے کیلئے مختلف مقامات پر زندگی گزارنے کے تجربات اور مشاہدات نے جو تبدیلیاں کیں وہ ان کے کلام میں نظر آتی ہیں اسی لئے کوکبؔ کی غزل بزمؔ اور تجمؔ کی غزل سے بالکل جدا ہے۔ اس تحریر میں ان مطالب کی گنجائش نہیں لیکن جن افراد نے راقم کی طرح بزمؔ اور تجمؔ کا مطالعہ کیا ہے وہ ہماری بات سے اتفاق کریں گے۔ ذیل کے چند اشعار کوکبؔ کے اسلوب غزل کے آئینہ دار ہیں۔

ے ان حسینانِ جہاں کا ایک ہی استاد ہے
آئینہ ہی آئینہ ہے خود نمائی کیلئے

Presented by Ziaraat.Com

ے　دیکھیئے جان کے پڑ جائیں نہ لالے دل کو
آپ نے چھیڑ دیا کیوں میرے آلے دل کو

ے　نہ کیوں شکوہ کروں تجھ سے فلک اپنے مقدر کا
بندھا تھا جس میں نامہ گر گیا وہ پر کبوتر کا

ے　یہ برسات کی رت یہ آہیں یہ آنسو
اسی طرح اب تو گزاریں گے اب کے

ے　محبت میں تصدق ہو رہے ہیں شمعِ محفل پر
کہ جل مرنے کو پروانے حیات جاوداں سمجھے

سراپا اردو غزل کا سنگھار تصور کیا جاتا ہے۔ محمد قلی قطب شاہ کی غزل سے آج تک معشوق کے ہر عضو کا بیان نادر تشبیہات اور عمدہ استعارات میں پیش ہوتا رہا تقریباً ڈھائی سو سال قبل سراجؔ اورنگ آبادی کے شاگرد لچھمی نارائن نے تو پوری تصویر سراپا کھینچی اور سر سے ناخن پا تک کسی عضو سے غفلت نہ کی۔ نعت اور مرثیوں میں بھی ممدوح کے سراپا کو الفاظ کے سنہری پنجروں میں قید کرنے کی ناکام کوشش کی گئی بہر حال غزل کے عشقی معاملات کا جزو مہم سراپا میں غزل گو شاعروں نے اپنے اپنے تغزل کے سمند کو بے مہار دوڑانے کی جو کوششیں کی ہیں ان کی مثالیں اردو شاعری میں جگہ جگہ ملتی ہیں۔ آیئے اس مہکتی فضا کی چاندنی میں کوکبؔ کی سراپا نگاری پر اڑتی نظر ڈالتے ہیں جہاں جذبہ شوق کی حیرانی شادمانی میں بدل جاتی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

ے نازک لبوں کی اور ترے کیا کروں ثنا
پتی پہ ہے دھری ہوئی پتی گلاب کی

ے للّٰہ ابروؤں کو چڑھا کر نہ دیکھئے
یہ آیتیں ہیں مصحف رخ میں عذاب کی

ے کمر کا وصف ہو جب کوئی باریکی اگر نکلے
دہن کا جب لکھوں مضموں جو کوئی بات پیدا ہو

ے نزاکت کا نہ کیوں ہو خاتمہ اس شوخ کمسن پر
اگر دستِ تصور سے بھی چھو لیں رنگ میلا ہو

ے پوشیدہ کیوں نظر سے زمانے کی ہوگیا
ان کا دہن جو چشمہء آبِ بقا نہیں

ے چھوا جو زلف کو میں نے تو بولے بل کھا کر
یہ ہاتھ بھر کی ہے رسّی ترے گلو کیلئے

Presented by Ziaraat.Com

؎ یکجا ہی وصف گیسو و رخسار چاہئے
مل جائیں صبح و شام یہ اک بار چاہئے

مرزا کوکبؔ کے قادر الکلام شاعر ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ ان کی غزل میں جذبہ اور تخیل کی وحدت پائی جاتی ہے وہ ایک کامیاب شاعر کی طرح اپنے داخلی جذبے اور تجربات کو آسانی کے ساتھ ہم تک پہنچاتے ہیں۔ ان کی شاعری میں نرم سلیس شگفتہ اور آسان الفاظ مصرعوں میں خوبصورت طریقہ پر جڑے ہوتے ہیں۔ غزل کے مضمون میں غم جاناں سے زیادہ غم دوراں کو مورد بحث قرار دیا گیا ہے۔ دنیا کی بے ثباتی، تصوفی مسائل، قناعت، توکل کے علاوہ اخلاق سازی، کسر نفسی اور عزتِ نفس پر عمدہ اشعار ملتے ہیں۔ اس مختصر سی تحریر میں اتنی گنجائش نہیں کہ کوکبؔ کے فن پر محاسن زبان اور ضائع بدائع پر کھل کر گفتگو ہو سکے اس لئے ہم بطور نمونہ چیدہ چیدہ غزل کے اشعار مشتی از خرمن پیش کر کے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ یہ چند باقی ماندہ غیر منتخب اشعار ان شاعروں کے مجموعوں پر بھاری ہیں جو بڑے آب و تاب اور شور و غل کے ساتھ رونمائیوں کی محفلوں میں رونما ہوتے ہیں۔

؎ سمجھنا نہ صیاد یہ آسماں ہے
نشیمن جو پھونکا ہے اس کا دھواں ہے

؎ اٹھایا بار محبت بہت بلند ہوا
کئے فرشتوں نے سجدے جسے، وہ انساں ہے

؎ بزم ہستی میں مقدم ہے صفائے باطن
آئینہ گر ہے تو آئینہ بنالے دل کو

Presented by Ziaraat.Com

کس طرح آپ کو آئے مری باتوں کا یقیں
کس طرح دل میں کوئی آپ کے ڈالے دل کو

میری نگاہ شوق کی گردش کے ساتھ ساتھ
کل کائنات ہوتی ہے رقصاں کبھی کبھی

جبر ہے یا اختیار اب تو پرائے بس میں ہے
ناز تھا جس پر ہمیں اب وہ ہمارا دل نہیں

حضرت موسیٰؑ کی لکنت آ گئی حق کو پسند
بات سلجھائی ہے کیا الجھی ہوئی تقریر نے

ان کی محفل سے ہر اک چاک گریباں نکلا
کوئی گریاں، کوئی خنداں، کوئی حیراں نکلا

دنیائے دوں پہ لوگ مرے جاتے ہیں عبث
عبرت کا یہ مقام ہے عشرت سرا نہیں

Presented by Ziaraat.Com

ے
نشیمن میں چمن ہی کے ہیں سب اجزائے ترکیبی
چمن پر بار ہے کیوں پھر بنائے آشیاں میری

ے
یہ حسن و عشق کا معیار ہے معاذ اللہ
اکیلے ہم ہیں ادھر اس طرف خدائی ہے

اکبر آباد (آگرہ) اپنے تاج محل کی سجاوٹ پر جتنا بھی فخر کرے کم ہے اسی طرح اس حسین شہر کے عوام اور خواص اکبر آبادی ہونے پر فخر کرتے ہیں خدائے سخن میر تقی میرؔ، تاجدار سخن غالبؔ سے لے کر سیمابؔ، بزمؔ اور نجمؔ آفندی تک اس علم زرخیز خاک کو سرمۂ چشم سے تعبیر کرتے رہے۔ مرزا کوکبؔ نے بھی اگرچہ پاک سرزمین کو اپنا گھر بنایا لیکن اپنے دل سے وطن کی یاد مٹا نہ سکے، یہی نہیں اس خاک کی ادبی اور شعری تہذیب کو بھی دوسری سرزمینوں پر فوقیت دیتے رہے۔ نجمؔ آفندی نے بھی ہندوستان کے ایک بڑے مشاعرے میں جہاں دہلی اور لکھنؤ کے شعراء اس مسئلہ پر دست و گریباں تھے اپنا فیصلہ ایک فی البدیہہ شعر کہہ کر یوں صادر کیا کہ

ے
زبان میرؔ کی تھی، میرؔ آگرے کے تھے
شرف ہے نجمؔ نہ دہلی نہ لکھنؤ کیلئے

ے
کوکب وہی وطن تھا کبھی اب ہے یاد اس کی
اک خواب اور خیال وہ ہندوستان ہے آج

Presented by Ziaraat.Com

ے	یہ آگرہ و لکھنؤ میں فرق ہے کوکبؔ
وہ طرز بیاں کی کہیں ہم طرز بیاں کا

ے	ہر اک مقام پر اہل کمال ہیں کوکبؔ
نہیں یہ خاص شرَف صرف لکھنؤ کیلئے

کوکبؔ کے پاس کسرِ نفسی اور عزتِ نفس کے ساتھ ساتھ اعتدال پسندی اور مرغوب تعلّی بھی ہے جو ہر شاعر کا پیدائشی حق ہے۔اس مختصر تحریر کو ان ہی کے چند اشعار پر جو خود ان کے فن اور شخصیت پر ریویو ہے ختم کرتے ہیں۔

ے	کوکب تو ابتدا ہی سے کہتا ہے شعر صاف
کیا خوش ہوں وہ زبان کا جن کو مزا نہیں

ے	محبت کا سمندر بھر دیا ہے ایک کوزے میں
یہ کوکب کا ترانہ شاعری کی جان ہے ساقی

ے	کچھ شعر بھی نہ تھے جو ہوا حاسدوں کو رنج
کوکبؔ غزل کر پڑھتے ہی چہرے اتر گئے

ے	مقام شکر ہے کوکبؔ شکایتیں کیسی
بنادیا ہمیں انساں یہ اس کا احساں ہے

Presented by Ziaraat.Com

انسانی احساسات اور تہذیبی اقدار کا شاعر

پروفیسر حسن سجادؔ

غزل ہماری شاعری کی سب سے مقبول صنف سخن ہے پروفیسر رشید احمد صدیقی نے اسے اردو شاعری کی آبرو قرار دیا ہے ہر چھوٹے بڑے شاعر نے اپنی شاعری کی ابتدا غزل سے کی ہے جولاں گاہِ مثنوی کے شہسوار میر حسن ہوں، آسمان قصیدہ گوئی کے آفتاب و ماہتاب سودا اور ذوق ہوں دشت مرثیہ نگاری کی سیاحت پر فخر کرنے والے میر انیسؔ ہوں یا محفل نظم گوئی کی رونق بڑھانے والے نظیر اکبر آبادی، اکبر، حالی، اقبال اور جوش ہوں سب کی شاعری کا آغاز غزل سے ہوا اپنی مخصوص صنف سخن میں شہرت پانے کے باوجود ان میں سے بیشتر شعراء آج بھی غزل کے صف اول کے شاعر مانے جاتے ہیں۔

غزل، اظہار بیان کا ایک ایسا سانچہ اور ہماری تہذیب کی ایک ایسی روایت ہے جسے ہمارے مزاج نے پیدا کیا ہے یہ ایک ایسا آئینہ ہے جس میں ہماری صدیوں پرانی روایات کا عکس نظر آتا ہے غزل کو ہمارے تہذیبی مزاج سے اتنی ہم آہنگی ہے کہ ہم غیر شعوری طور پر اس کے اشعار سن کر لطف اٹھاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ غزل کی شاعری ہمیں جلدی اپنی طرف متوجہ کر لیتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اردو شاعری کا بڑا سرمایہ غزلوں ہی پر مشتمل ہے۔

جناب کوکبؔ آفندی اکبر آبادی بنیادی طور پر غزل کے شاعر ہیں انہوں نے شاعری کی کلاسیکی روایت کی گود میں آنکھ کھولی لیکن اپنے آپ کو صرف اس روایت تک محدود رکھنے کے بجائے انہوں نے اپنی خلاق فکر اور پختہ اسلوب سے اس کو آگے بڑھانے کی کوشش بھی کی اور اس میں مضامین تازہ کا اضافہ بھی کیا غزل میں شاعر کا رویہ، انداز بیان اور طرز فکر اس بات کا فیصلہ کرتے ہیں کہ اس کی شاعری مستقبل میں زندہ رہ سکے گی یا نہیں۔ کوکبؔ آفندی کی غزلوں میں صرف غزل کی روایتی صفات ہی نہیں

Presented by Ziaraat.Com

بلکہ دوصدیوں کے کلاسیکی رچاؤ کے ساتھ، جدید غزل کے امکانات بھی پوشیدہ ہیں۔ان کے یہاں فکر سے زیادہ جذبے کو اہمیت دی گئی ہے۔ ان کی غزلوں میں انسانی احساسات و جذبات کی نازک تصویریں بڑی خوش سلیقگی اور موزنیت کے ساتھ ملتی ہیں اور تہذیبی اقدار کی جلوہ گری بھی نظر آتی ہے ان کی نظر میں زندگی کی سب سے بڑی صداقت عشق ہے مگر وہ اس صداقت کو اپنی شاعرانہ بصیرت سے ہم آہنگ کر کے پیش کرتے ہیں ان کے عشقیہ تجربات میں صرف گہرائی ہی نہیں بلکہ طرز اظہار کے اچھوتے پن کا بھی احساس ہوتا ہے ان کے مزاج میں جو متانت اور شائستگی تھی۔ وہی شائستگی ہمیں ان کے اشعار میں بھی ملتی ہے ان کی غزلیں ان کی ذہنی بلندی اور فکری پاکیزگی کی جیتی جاگتی مثال ہیں۔ ان کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ اپنے ہر تجربے کو شعر نہیں بنا دیتے بلکہ ان کے اشعار ان کے جذبے کی سچائی کی منہ بولتی تصویریں ہیں۔اردو غزل جیسی پامال صنف سخن میں اچھے شعر وہی نکال سکتا ہے جو ایک حساس دل اور تخلیقی ذہن کے ساتھ ساتھ غزل کے علائم و رموز سے بھر پور واقفیت اور اس کے اظہار پر ایک مضبوط فنی گرفت رکھتا ہو۔کوکبؔ آفندی کی غزلیں ان تمام شرائط پر پوری اترتی ہیں کچھ اشعار دیکھتے چلئے۔

لائے حیا کو ساتھ بڑی دھوم دھام سے
تنہائی میں بھی آئے تو خلوت نہیں رہی

بظاہر گر نہیں ملتے، تصور ہی میں آجاؤ
نہیں نقصان کچھ اس میں تمہاری پارسائی کا

محبت کا یقیں ان کو نہیں آتا، نہیں آتا
ہماری آرزو پوری نہیں ہوتی، نہیں ہوتی

Presented by Ziaraat.Com

قیامت گر تری رفتار سے ڈر کر نہ چھپ جاتی
قیامت کے، تری رفتار سے سامان ہوجاتے

مدہوش ہوں ساقی کی نظر دیکھ رہا ہوں
اے پیرمغاں میری طرف جام نہ آئے

یہ عشق کی ہے آگ بھڑک جائیں گے شعلے
دامن کی ہوا دو بھی تو آرام نہ آئے

اے بت! خدا کے سامنے آئیں گے حشر میں
ہم کو تو فیصلہ سر دربار چاہیے

یہ گوشہ قفس کی فضا اور پیام گل
اللہ اب کے سال بھی فصل بہار ہے

او کماندار امانت سے خبردار اپنی
کردیا ہے ترے ناوک کے حوالے دل کو

Presented by Ziaraat.Com

ہزار باتیں وہ کہہ رہے ہیں مگر ہے ذکر ان کی خامشی کا
اگر ہم اک لفظ منہ سے کہہ دیں، بنائی جائیں ہزار باتیں

شعور ہی عشق کا الگ ہے، مذاق ہی حسن کا جدا ہے
وہ شام غم کا سا میرا لہجہ، وہ ان کی صبح بہار باتیں

ہم سوچتے ہی رہ گئے اور لٹ گئی بہار
کانٹے چنیں کہ پھول چنیں بوستاں سے ہم

کیا پوچھتے ہو خون شہیداں کی برکتیں
رشکِ چمن بنے ہیں بیاباں کبھی کبھی

میری نگاہ شوق کی گردش کے ساتھ ساتھ
کل کائنات ہوتی ہے رقصاں کبھی کبھی

تغیر و تبدل وقت کا تقاضا ہے اور قانون فطرت بھی۔ انسان کو آئے دن نت نئے انقلابات اور تبدیلیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور زمانے کی نئی کروٹوں کے ساتھ ساتھ اس کی معاشی اور معاشرتی زندگی اور انداز فکر و نظر میں بھی تغیرات جھلکنے لگتے ہیں چنانچہ بیسویں صدی کی ابتدا کے ساتھ ہی ہر شعبہ

Presented by Ziaraat.Com

حیات میں بہت حیران کن سُرعت کے ساتھ انقلابات رونما ہوئے جن سے شعروادب بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ مغربی ممالک کی طرح برصغیر بھی ان انقلابات سے دامن نہ بچاسکا لیکن یہاں جو کچھ تبدیلیاں عمل میں آئیں وہ زیادہ تر مغربی ممالک کی نقالی کے زیراثر آئیں جس میں یہاں کے معاشی ومعاشرتی تقاضوں اوراپنی سوجھ بوجھ کو زیادہ دخل نہیں تھا ہر شے کو پرانی اورفرسودہ کہہ کر مسترد کیا جانے لگا اور ہرنئی چیز کو محض نئی چیز ہونے کی بناء پراس کے حسن وقبح کو دیکھے بغیر اپنانے کی کوشش کی گئی اردو ادب بھی اس سے مستثنٰی نہیں رہا اور خصوصاً اردو شاعری انقلاب کے اس سیل رواں کی زد میں آئی اور انقلابی نیرنگیوں کے ہاتھوں بری طرح متاثر ہوئی لیکن اس انقلابی رو کے ساتھ ساتھ ایک کاروان خیال ایسا بھی رواں دواں تھا جس نے اعتدال کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور افراط وتفریط سے بچتے ہوئے ادب وشعر کی صحیح سمت میں رہنمائی کرتا رہا۔ اسی کاروان خیال کے ایک مستقل مزاج راہ رو، کوکبؔ آفندی اکبرآبادی تھے جنہوں نے اپنی غزلوں میں بہترین شعری روایات کو سمونے کے ساتھ ساتھ، آنے والے اثرات کو معقولیت اور توازن کے دائرے میں رہ کر اپنی شاعری میں برتا ہے۔

کوکبؔ آفندی جذبے کے شاعر ہیں لیکن ان کی غزلوں میں فکر کی لہریں بھی جا بجا ملتی ہیں ان کے یہاں کوئی باقاعدہ فکری نظام تو نہیں نظر آتا لیکن تغزل کے روایتی عشقیہ مضامین سے ہٹ کر انہوں نے حیات وکائنات کے اس مسائل پر بھی نظر ڈالی ہے جن کی ایک حکیمانہ اوراخلاقی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔

غافل تجھے دنیا میں ٹھہرنا ہے بہت کم		نقش آب رواں کے ہیں، سفر عمر رواں کا
دنیائے دوں پہ لوگ مرے جاتے ہیں عبث		عبرت کا یہ مقام ہے، عشرت سرا نہیں
وہی کچھ اچھے ہیں دنیا میں بقول کوکبؔ		صبر اور ضبط سے جو کام لیا کرتے ہیں
آج وہ خاردشت ہیں کل جو چمن میں پھول تھے		تخت پہ جلوہ گر جو تھے، اب وہ تہہ مزار ہیں

Presented by Ziaraat.Com

کوکبؔ آفندی کی شاعری کا کچھ حصہ متصوفانہ تاثرات پر بھی مشتمل ہے۔ انہوں نے ''مسائل تصوف'' کی گہرائی اور پیچیدگی میں جانے کے بجائے، اس کے دو مستقل موضوعات وحدت الوجود اور مسئلہ جبر وقدر کو اس سادگی اور بے ساختگی کے ساتھ بیان کر دیا ہے جو ان کے طرز ادا کی ایک نمایاں خصوصیت ہے جبر وقدر کے بارے میں ان کا وہی نظریہ ہے جو ہمارے بیشتر صوفی شعراء کا ہے۔

کرے انسان کوشش لاکھ کچھ بھی ہو نہیں سکتا وہی پیش آئے گا کوکبؔ جو لکھا ہے مقدر میں

کم بخت نے بناؤ نہ بننے دیا کہیں تقدیر بد بھی ساتھ گئی، ہم جدھر گئے

یاں کچھ کسی کی عقل کا جادو چلا نہیں انساں کے دم کا کھیل بگڑ کر بنا نہیں

خواب غفلت میں یہ جانا تھا کہ آزاد ہیں ہم آنکھ کھلتے ہی کھلا، پاؤں میں زنجیر بھی ہے

غزل کی شاعری چونکہ کسی خاص موضوع کی پابند نہیں ہوتی، اس لئے غزل میں موضوعات، لہجے، طرز ادا اور تراکیب الفاظ کا اتنا تنوع ملتا ہے جو کسی دوسری صنف سخن میں کم ملے گا۔ یہ خوبی کوکب آفندی کی غزلوں میں بھی پائی جاتی ہے جہاں ایک طرف آپ نے ان کے کلام میں عشقیہ مضامین کی رنگینی اور اخلاقی اور صوفیانہ موضوعات کی سنجیدگی ملاحظہ فرمائی وہاں ان کی طرز ادا کا ایک اور رنگ یعنی شوخی بیان اور لطف زبان کا ذائقہ بھی دیکھتے چلیے۔

شوخی تو دیکھئے مرا دل توڑ تاڑ کے کہتے ہیں پھیر لو یہ مرے کام کا نہیں

میں نے وعدہ جو انہیں یاد دلایا تو کہا آپ کے پاس ہماری کوئی تحریر بھی ہے

شیخ صاحب نہ پئیں ہم نے تو جائز کر لی مفت کی پیتے ہیں اور شکر خدا کرتے ہیں

Presented by Ziaraat.Com

سنتے ہیں زلفیں بھی انکے کان اب بھرنے لگیں غیر کیا کم تھے لگائی اور بجھائی کیلئے
مے کے پینے کو کہا جب ان سے کچھ چپ ہو گئے شیخ جی اب تو نظر آتے ہیں ڈھل مل سے مجھے
شوخی تو دیکھو آپ ہی لی عاشقوں کی جان پھر خود ہی پوچھتے ہیں یہ سب کیسے مر گئے

اس کو اردو ادب کا المیہ ہی کہا جاسکتا ہے کہ بہت سے بزرگ شاعر ہمارے درمیان رخصت ہو گئے اور ان کا کلام بوجوہ شائع ہو کر منظر عام پر نہ آسکا ادب وشاعری کے کیسے کیسے جواہر ریزے ہماری نگاہوں سے ہمیشہ کیلئے اوجھل ہو گئے جناب باقر زیدی قابل مبارکباد ہیں کہ انہوں نے جناب کوکب آفندی اکبر آبادی کی خستہ وکہنہ قلمی بیاضوں پر سے گرد فراموشی کو جھاڑ کر، ان کی شکستہ خطی کے باوجود پڑھا، نقل کیا اور پھر زیور طبع سے آراستہ کر کے اردو دنیا کے سامنے لائے۔ اس کام میں جس محنت، عرق ریزی اور مستقل مزاجی کی ضرورت ہوتی ہے اس کا اندازہ کرنا دشوار نہیں۔ مجھے امید ہے کہ ان کی اس پرخلوص کاوش کو اہل نظر قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔

Presented by Ziaraat.Com

تاثرات

ظفرؔ زیدی

مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ جناب کوکبؔ آفندی کا کلام اشاعت پذیر ہو رہا ہے، جناب باقر زیدی کے اس اقدام کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے، وہ خود ایک معروف شاعر اور ذمہ دار ادبی ورثہ دار ہیں اور یہ خوب جانتے ہیں کہ کسی شاعر کے کلام کو تباہ ہونے سے بچانا کتنا مستحسن کام ہے، میں انہیں ان کے اس کام کی کامیابی پر مبارکباد دیتا ہوں۔ اللہ ان کے اس کام کو شرف قبولیت عطا کرے۔

کوکبؔ صاحب میرے والد بزرگوار سید محمد سلمان زیدی کے دیرینہ دوست تھے، دونوں ایک دوسرے کے ہم زلف بھی تھے، اپنے رشتہ کے لحاظ سے میں انہیں خالو ابا کہتا تھا، میں نے جب ہوش سنبھالا تو ان کو فالج کے باعث بستر پر ہی دیکھا۔ آج میرے ذہن میں ان کی جو تصویر بنتی ہے وہ ایک نہایت انسان دوست، مخلص، خلیق، شفیق اور ایک خوش مزاج بزرگ کی ہے، گوری چٹی رنگت پر ان کے سر اور داڑھی کے سفید بال ان کو اور باوقار کرتے تھے، وہ بہت نرم دل تھے، دوسروں کی مصیبت سن کر ان کی آنکھیں بھیگ جاتی تھیں۔ مرحوم بہت خوبیوں کے انسان تھے، اللہ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ آمین

میری خوش دامن صاحبہ جو میری خالہ زاد بھی ہیں سارے خاندان میں چندن کے نام سے جانی جاتی ہیں وہی کوکبؔ صاحب کی واحد حیات اولاد تھیں انہوں نے اپنے آپ کو ان کی تیمارداری اور ہمہ وقت خدمت گزاری میں وقف کر دیا، اللہ اپنے والد کی اس خدمت کا اجر انہیں ضرور دے گا، میری بیوی فرح ان کی پہلی نواسی ہیں، ان کی عمر کوکبؔ صاحب کے انتقال کے وقت سات سال تھی، میرے والد کی دوسری شادی اپنی سالی زبیدہ بیگم سے کوکبؔ صاحب نے ہی کروائی تھی جو میری والدہ تھیں۔

Presented by Ziaraat.Com

پاپا کے نام
کچھ یادیں کچھ باتیں

سلطانہ زیدی عرف چندنؔ

میرے شوہر باقرؔ زیدی جو اپنی کتاب کے سلسلے میں پاکستان گئے ہوئے ہیں وہاں جانے کے بعد انہوں نے مجھے یہ سرپرائز دیا ہے کہ وہ میرے والد سلیماں مرزا کوکبؔ آفندی کیلئے ایک کتاب شائع کروا رہے ہیں جس کا نام ''چراغ بزم کا ہوں'' رکھا ہے۔ ان کی خواہش ہے کہ میں اپنے پاپا کیلئے کچھ لکھوں، میں عمر کے اس دور میں ہوں جہاں انسان بہت کچھ بھول جاتا ہے مجھے اپنے ماضی کے دروا کرنے پڑیں گے اور اپنے بچپن میں لوٹنا پڑے گا جہاں اس دور کی کچھ بچکانہ باتیں بھی ہوں گی انڈیا سے ہجرت مجھے یاد نہیں، چند ایک دھندلے سے نقوش حافظے میں محفوظ ہیں۔ ماں باپ زندگی کے دو اہم کردار ہیں یہ اللہ کی طرف سے دو تحفے ہیں جو انسان کبھی بھلا بھی نہیں سکتا مجھے پاپا کے ساتھ ماں کا بھی تذکرہ کرنا ہے ان کے بغیر میری بات مکمل نہیں ہوسکتی، میرے والدین کی آٹھ اولادیں ہوئیں چھ بچے مجھ سے پہلے انتقال کر گئے میرے بعد دو جڑواں بہنیں ہوئیں ایک کا نام کشور تھا اور دوسری کا فرزانہ تھا۔ کشور کا انتقال ۱۱ ماہ کی عمر میں ہوا۔ دوسری بہن فرزانہ 13 سال کی عمر میں اس دار فانی سے کوچ کر گئی خدا معلوم، میرے ماں باپ نے یہ صدمہ کیسے سہا ہوگا اور میں بدنصیب تنہا رہ گئی۔ میرے ماں باپ نے جس طرح مجھے پالا، جس طرح مجھے چاہا، مجھ پر اپنی کتنی محبتیں نچھاور کیں ہیں میں الفاظ میں بیان نہیں کرسکتی۔ میں ذرا سی بھی افسردہ ہوتی تو پاپا کو پریشانی لاحق ہوجاتی، امی سے کہتے کیا بات ہوئی؟ کس بات پہ ناراض ہے؟ اور میں ناراض نہ ہونے کے باوجود کوئی فرمائش کردیتی جو پتھر پر لکیر ہوتی اور والدین اسے اپنا اولین فرض سمجھ کے پورا کردیتے۔

ماں اور باپ ایسے رشتے ہیں جن کا کوئی بدل نہیں۔ باپ کی شفقت اور ماں کی شہد میں ڈوبی ہوئی

Presented by Ziaraat.Com

ڈانٹ اب جب یاد آتی ہے تو دل چاہتا ہے کہ وہ زمانہ لوٹ کر آ جائے۔ نہ ہی کوئی ذمہ داری اور نہ ہی دنیا کو نبا ہنا۔ ہر فکر سے آزاد کہ گھر میں کیا ہو رہا ہے، کیسے ہو رہا ہے ہمیں اپنے کام سے کام۔ اسکول کی فیس چاہئے، بہترین لباس فیشن کے مطابق چاہئے، ہر قسم کے جوتے بچکانہ، مردانہ پٹھانوں والے، ایڑی والے چاہئیں جیولری کا مجھے شوق نہیں تھا اور میک اپ سے بھی کوئی رغبت نہ تھی اس کے باوجود خرچے خوب کرواتی تھی اس زمانے کے لحاظ سے خاندان میں سب سے اچھے میرے لباس ہوتے تھے۔ امی تھوڑی ڈانٹ ڈپٹ کر لیتی تھیں مگر پاپا نے مجھے کبھی نہیں ڈانٹا۔

میرے والد کلکتہ میں جاب کرتے تھے، میں جو واقعہ لکھ رہی ہوں میرے دماغ کے کسی گوشے میں نہیں ہے مگر میں نے اپنے والدین اور قریبی عزیزوں سے سنا ہے ایک دن کلکتہ میں طوفانی بارش ہو رہی تھی میں نے سائیکل کی ضد کی امی نے بہت سمجھایا کہ بارش رک جائے تو پھر چلیں گے لیکن پاپا اسی طوفانی بارش میں نکل گئے بگھی لے کر آئے مجھے اور امی کو لیکر گئے اور سائیکل دلوا کر لائے، گھر میں جو کھانا پکتا میں اکثر کھانے سے انکار کر دیتی اور برتن توڑ دیتی اور پاپا بجائے ناراض ہونے کے مجھے اشارہ کرتے کہ توڑ دو اور پھر میرے ہاتھ جتنے لگتے میں توڑ دیتی اور یہ اکثر ہی ہوتا ایک دن امی نے پاپا کا اشارہ دیکھ لیا اس وقت تو کچھ نہیں بولیں مگر پھر میں نے ایک دن سنا تو کہہ رہی تھیں کہ آپ اس کی عادتیں بگاڑ رہے ہیں میں آڑ میں کھڑی سن رہی تھی پاپا کہنے لگے کہ اگر میری بیٹی برتن نہیں توڑے گی تو دوکانداروں کی بکری کیسے ہوگی، میرے جتنے بھی لباس ایسے ہوتے جو میرے دل سے اتر جاتے میں ان کو پھاڑ دیتی میں آجکل کی زبان میں کافی Spoil ہو چکی تھی۔ مجھے ٹرین کا سفر بہت پسند تھا میرے بڑے ماموں لاہور میں رہتے تھے میں ہر سال اسکول کی چھٹیوں میں لاہور جاتی تھی اکثر پاپا جاب کی وجہ سے ساتھ نہیں جا پاتے تھے لیکن جب اسٹیشن چھوڑنے آتے اور جب ٹرین روانہ ہونے لگتی تو مجھے بڑے پیار سے تاکید کرتے کہ بیٹا ماں کو تنگ نہیں کرنا، کسی اسٹیشن پر نہ اترنا اور میں کسی فرمانبردار بچی کی طرح سر ہلاتی رہتی۔ جب کوئی اسٹیشن آتا اور میں اترنے کی کوشش کرتی تو امی کی کڑی نگاہوں کی زد

Presented by Ziaraat.Com

میں ہوتی۔ ایک مرتبہ نظر بچا کر اتر گئی اور اسٹیشن پر اتر کر منہ دھونے لگی، اتنے میں ٹرین چل پڑی۔ میں نے جلدی جلدی منہ صاف کیا اور چلتی ٹرین میں بھاگتے ہوئے سوار ہوئی۔ اس وقت امی کا چہرہ خوف سے زرد ہو رہا تھا۔ بعد میں مجھے بھی بڑی ندامت محسوس ہوئی۔ میری امی کا ایک بڑا سا پاندان تھا اکثر امی مجھ سے دو پان بنواتیں۔ ایک اپنے لئے اور ایک پاپا کیلئے۔ امی تمباکو کا استعمال کرتی تھیں۔ میں نے اپنے پان میں بھی تمباکو ڈالنا شروع کر دیا۔ اس طرح مجھے بھی عادت ہوگئی۔ امی کو پہلے پہل شک گزرا۔ انہوں نے مجھ سے باز پرس کی تو میں صاف مکر گئی۔ ایک دفعہ انہوں نے مجھے تمباکو کھاتے ہوئے دیکھا مگر خاموشی سی پیچھے ہٹ گئیں پھر حسب عادت پاپا سے شکایت کی پاپا کہنے لگے کہ مت ٹوکو، کھانے دو اسے اور اس طرح میں شادی سے پہلے ہی تمباکو کھانے لگی تھی رخصتی کے وقت میری ممانی نے میری ساس سے کہا کہ پاندان بنا لینا، چندن پان کھاتی ہے اور چونکہ میری ساس میری ماں کی سگی چچازاد تھیں کہنے لگیں کہ مجھے معلوم ہے اسکول جاتے وقت جب بھی اپنے والد سے پیسے مانگتی تو کہتے، تمہیں معلوم ہے کہ کہاں رکھے ہیں جا کے لے لو۔ انہوں نے کبھی بھی خود سے پیسے میرے ہاتھ میں نہیں رکھے ایک دن میں نے پوچھا کہ آخر آپ خود کیوں نہیں دیتے تو کہنے لگے کہ میں نہیں چاہتا کہ تمہارا ہاتھ کبھی پھیلے، میں تمہارا ہاتھ اوپر دیکھنا چاہتا ہوں۔ ایک دن میں نے پاپا سے پوچھا کہ آپ سچ بتائیے گا کہ میں کون سے سن میں پیدا ہوئی تھی تو پاپا کچھ ناراض ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم ایک ایک دن اللہ آمین کر کے گزار رہے ہیں اور تم ہم سے اپنی عمر پوچھ رہی ہو آئندہ یہ سوال نہ کرنا۔ پہلے زمانے کے لوگ اکثر بچوں کی عمریں 2 یا 3 سال کم لکھواتے تھے۔ اس لئے میں نے یہ سوال کیا تھا۔

ایک دن پاپا مجھے ۲ کا پہاڑہ یاد کرا رہے تھے اور مجھے یاد نہیں ہو رہا تھا ہمارا ملازم پاس کھڑا تھا اس نے یاد کر لیا پاپا کو غصہ آ گیا انہوں نے ایک تھپڑ گال پر لگا دیا مگر بعد میں کافی شرمندہ اور پشیمان بھی ہوئے لیکن اگر دو چار اور لگا دیتے تو میں شاید ایسی تو نہ ہوتی جب سن شعور کو پہنچی تو پھر ایسا کوئی واقعہ یاد نہیں ہے سوائے لاڈ پیار کے، اپنی والدہ کیلئے بھی کچھ لکھنے کا دل چاہ رہا ہے جس نے مجھے جنم دیا اور

Presented by Ziaraat.Com

جس کے پیروں تلے جنت ہے میں اپنی ماں کو کیسے بھول سکتی ہوں۔ ان کی منطق بالکل ہی نرالی تھی، دھوپ میں نہ جانا رنگ کالا ہو جائے گا، برتن نہیں دھونا ہاتھ خراب ہو جائیں گے چولہے کے پاس نہیں جانا جل جاؤ گی درخت کے نیچے نہیں جانا شاید میری ماں کو ڈر ہوگا کہ درخت کا کوئی پتہ میرے سر پر گر کے میرے سر کو زخمی نہ کردے ویسے یہ میرا ذاتی خیال ہے امی نے کہا نہیں تھا ایسا۔ لاہور میں میرے ماموں کے گھر کے صحن میں بڑے بڑے درخت تھے میں اور میری ماموں زاد بہن اور دوست ببّی دوپہر ہونے کا انتظار کرتے جب سب نیند کی آغوش میں محوخواب ہوتے تو ہمارے مزے آجاتے خوب درختوں پر چڑھتے دھما چوکڑی مچاتے۔ ایک دفعہ کافی اونچی شاخ پر چڑھ گئی اور جب اترنے کی کوئی سبیل نظر نہیں آئی تو چلانا شروع کر دیا۔ میری کزن درخت پر چڑھی، پھر پیٹ کے بل اوندھی ہوئی اور میں بہ مشکل اس کی پیٹ پر پیر رکھ کر اتری۔ اس کارنامے کی اطلاع امی یا پاپا میں سے کسی کو نہیں دی گئی۔ امی جب بھی گھر سے جاتیں تو ماچس ایسی جگہ رکھ کے جاتیں کہ پولیس بھی نہیں ڈھونڈ سکتی تھی اور انسانی فطرت ہے کہ اسے جس کام سے روکا جائے وہ اسی کو انجام دینے کا خواہاں ہوتا ہے چنانچہ میں بھی اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتی تھی۔ ایک دن امی پوریاں تل رہی تھیں، کچھ پوریاں بنی رکھی تھی میں نے جلدی سے ایک پوری اٹھا کر ان کی نظروں سے بچ کر کڑھائی میں کافی اونچائی سے ڈالی، تیل اچھل کر امی کے ہاتھ پہ آیا اور ان کا ہاتھ جل گیا مگر انہوں نے مجھے ایک لفظ بھی نہیں کہا بلکہ شکر ادا کرتی رہیں کہ اچھا ہوا تمہارا ہاتھ نہیں جلا۔ میں نبی باغ اسکول میں تھی نویں کلاس میں سارا سال کھیل کود میں نکال دیا، جب امتحان میں دو یا ڈھائی ماہ رہ گئے تو ہوش آیا میری تیاری نہیں ہوئی تھی میں نے یہ بات پاپا سے بیان کی اور کہا کہ میں امتحان نہیں دوں گی ماں سے اس لئے نہیں کہا کہ وہ بضد ہو جائیں گی کہیں گی بیٹا تیاری کرلو، دل لگا کر پڑھ لو، پاس ہو جاؤ گی۔ مجھے اندازہ تھا کہ پاپا منع کردیں گے اور انہوں نے ایسا ہی کیا، کہنے لگے کہ اچھا چلو چھوڑو آئندہ سال امتحان دے لینا، پھر اچانک بولے اسکول ضرور جاؤ گھر میں بور ہوگی، میں تمہیں ایک ترکیب بتاتا ہوں تمہیں تصویریں بنانا آتی ہیں

Presented by Ziaraat.Com

تم ایسا کرنا جب پیپر دینے جاؤ تو ہر صفحے پر کہیں تصویر کہیں کارٹون، کہیں شعروشاعری اور جو کچھ کورس کا یاد ہو لکھ دینا دیکھنا کتنا مزہ آئے گا جب تمہارے پیپر چیک ہوں گے اور یہ بھی لکھ دینا کہ میرے پاپا کہتے ہیں کہ لاڈلے بچے ایسے ہی پڑھتے ہیں پھر پاپا نے مجھے بڑے پیار سے دیکھا میں بہت خوش ہوئی کہ امی کو کانوں کان خبر بھی نہیں ہوئی پھر میں نے سوچا چلو پاپا کی جان چندن صاحبہ تیار کر ہی لو۔ اگر پاپا ڈانٹتے، غصہ کرتے تو یہ امتحان کبھی بھی نہیں دیتی۔ میں اللہ کا نام لیکر پڑھائی میں جت گئی اور سارے پیپر دے آئی جب میں مارک شیٹ لیکر گھر آئی تو انتہائی رونی صورت بنا کر پاپا کے پاس آئی پاپا سمجھے میں فیل ہوگئی امی بہت رنجیدہ نظر آئیں میں نے مارک شیٹ پاپا کے ہاتھ میں دی پاپا نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا اور تسلی دی کہ کوئی بات نہیں بیٹا۔

گرتے ہیں شہسوار ہی میدان جنگ میں

میرا بیٹا آئندہ سال بہت اچھے نمبروں سے پاس ہوگا میں نے پاپا سے کہا کہ رزلٹ دیکھ تو لیں، امی کو مجھے پڑھانے کا بڑا ارمان تھا امی کا چہرہ اترا ہوا تھا پھر پاپا نے مارک شیٹ دیکھی تو اچھل پڑے میں ہر سبجیکٹ میں پاس تھی وہ خوشی سے نہال ہوگئے اور امی سے کہنے لگے دیکھا میری بیٹی پاس ہوگئی۔ اگر وہ غصے سے کام لیتے تو شاید میں کبھی امتحان نہ دیتی۔ یہ وہ محبتیں تھیں جو خاک میں پنہاں ہوگئیں اس کے بعد پھر کبھی ایسی محبتیں نہ ملیں، آج بھی تشنگی باقی ہے۔ اللہ میرے بچوں کو سلامت رکھے، اس نے میری جھولی بھردی ہے۔ میرے چھ بچے، تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں، پوتے پوتیوں اور نواسے نواسیوں کی تعداد نہیں لکھوں گی۔ جب سب اکٹھے ہوتے ہیں تو تقریب کا سا سماں لگتا ہے۔ اللہ انہیں نظر بد سے بچائے اور میرے اس گلشن کو سدا آباد رکھے۔ آمین۔ میں دن رات اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں اکل حلال ناجائز دولت سے کم بھی ہو تو بہت ہوتی ہے میں نے یہ دعا اپنی ساس سے سیکھی ہے وہ ہر نماز کے بعد یہ دعا کرتی تھیں کہ میرے بچوں کو رزق حلال کے سوا کچھ نہ دینا۔

Presented by Ziaraat.Com

میری شادی سے پہلے پاپا کو فالج ہو گیا تھا پاپا کا ایک ہاتھ اور ایک پیر بیکار ہو گیا تھا۔ ۱۱ سال وہ بستر پر رہے اور اس ۱۱ سال کے عرصے میں بڑے صبر کے ساتھ وقت کاٹا، نہ میں کبھی بے زار ہوئی اور نہ ہی انہوں نے کبھی شکایت کی۔ میں جتنا کر سکتی تھی میں نے کیا لیکن آج بھی سوچتی ہوں کہ کہاں کہاں مجھ سے کوتاہی ہوئی۔ اللہ مجھے اس کیلئے معاف کرے۔ پاپا کو آخری عمر میں دمہ کی شکایت بھی ہو گئی تھی، میرا کوئی بھائی تو نہیں ہے جو پاپا کے کلام کو کتابی شکل دے، میں اپنے شوہر کی ممنون ہوں جنہوں نے بیٹا بن کے دکھایا اور بڑی کاوشوں کے بعد ''چراغ بزم کا ہوں'' کے نام سے پاپا کے کلام کو شائع کر رہے ہیں۔

میرے والد اچھے شاعروں میں سے تھے یہ نجمؔ آفندی کے چھوٹے بھائی ہیں ان سے تقریباً ۱۱ سال چھوٹے ہیں۔ ایک دن میرے تایا نجمؔ آفندی صاحب نے میری امی سے کہا کہ ''آفتاب دلہن'' تمہارے میاں بھی شاعر ہو گئے ہیں اور میرے نزدیک انہوں نے یہ سچ ہی کہا تھا، میرے تایا بہت بڑے شاعر تھے، پاپا کا ان سے کیا مقابلہ، میں ان کو بہت اونچا مقام دیتی ہوں اور ان پہ بڑا فخر کرتی ہوں۔ میرے دادا مرزا عاشق حسین بزمؔ آفندی بھی صاحب دیوان شاعر تھے اور ان کو ''معراج الشعراء'' کا خطاب بھی ملا تھا میری ایک پھوپھی پروین کجکلاہ بھی شاعرہ تھیں۔ میرے سسر سید فرزند حسن فیض بھرتپوری بھی مرثیہ گو شاعر تھے۔ مگر مجھ سے پوری زندگی میں ایک شعر بھی موزوں نہ ہوا۔ بہر حال اچھے شعروں کی داد دینی ضرور آتی ہے۔ پاپا کے ساتھ کافی مشاعروں میں شرکت بھی کی ہے اور شعر و سخن کی محفلوں میں جانے کا شوق بھی رہا ہے۔ میں نے اپنے شوہر کو کبھی بھی ان کی شاعری کے سلسلے میں کسی قسم کی کوئی مداخلت نہیں کی، بلکہ ہمیشہ مرثیہ کیلئے اصرار کرتی ہوں۔

نجمؔ آفندی نے حیدر آباد دکن میں سکونت اختیار کر لی تھی اور وہاں کے ولی ریاست معظم جاہ کے شاعری میں استاد تھے، ایک مرتبہ گاڑی میں معظم جاہ کے ساتھ جا رہے تھے جب گاڑی رکی تو نجم

Presented by Ziaraat.Com

صاحب اپنا دروازہ کھول کر اتر گئے، معظم جاہ نے کہا نجم صاحب کیا آپ میرا دروازہ نہیں کھول سکتے تھے نجم صاحب نے فوراً کمر سے پٹکا کھولا اور کہا کہ میں آپ کا ملازم نہیں ہوں، ناراض ہو کر گھر چلے آئے معظم جاہ بیمار ہوئے اور انہوں نے معافی تلافی کی تب وہ دوبارہ آئے، معظم جاہ کے دربار میں ایک سونے کی مورتی تھی دربار میں سب درباری موجود تھے تو معظم جاہ نے کہا کہ ایک ہاتھ سے جو یہ مورتی اٹھالے گا یہ اس کو دے دی جائے گی نجم صاحب نے وہ اٹھالی، معظم جاہ نے کہا کہ یہ مورتی آپ کی ہوئی، انہوں نے کہا کہ یہ میرے غریب خانے میں کہاں سجے گی یہ آپ کے دربار میں ہی سجے گی اور اسے وہیں چھوڑ کے آ گئے۔ بمبئی میں ان کی گولڈن جوبلی منائی گئی اس میں ان کو ڈھائی ہزار اشرفیوں کی ایک تھیلی پیش کی گئی وہ بھی انہوں نے لینے سے انکار کر دیا اور یتیم خانہ کو دے کر چلے آئے نجم صاحب کسی دوسرے شہر مرثیہ پڑھنے گئے تو واپسی پر وہاں کے اہل خانہ نے ایک لفافہ پیش کیا۔ نجم صاحب نے پوچھا کہ یہ کیا ہے انہوں نے کہا کہ زادِ راہ ہے نجم صاحب نے کہا کہ آپ نے آنے جانے کا ٹکٹ تو دیا ہے اور ناشتہ دان بھی دیا ہے تو پھر یہ زادِ راہ کیسی، ایک مولانا نے جو اپنا لفافہ لے چکے تھے نجم صاحب سے کہا کہ رکھ لیجے امام نے شاعروں کو پیسے دیئے ہیں، نجم صاحب نے کہا کہ امام کے ہاتھ سے دلوا دیجئے، میں بھی لے لوں گا، وہ بڑے آن بان والے، خوددار شخص تھے، اپنی مفلوک الحالی میں بھی جھکنا نہیں جانتے تھے۔ بڑے ابا کا یہ وصف مجھ میں بھی سرایت کر گیا ہے میرے پاپا نے پانچ سال فوج میں ایسی جگہ کام کیا جہاں ناجائز آمدنی کے بے حساب امکانات تھے مگر اپنے فرائض ہمیشہ بڑی دیانتداری سے ادا کئے اور کبھی کوئی کام ایسا نہیں کیا کہ کوئی باز پرس کر سکے۔ مجھے پاپا کے بارے میں لکھنے کو کہا گیا تھا مگر یہ میری مجبوری تھی شاید اس لئے کہ اگر میں اپنے ان سب اپنوں کا تذکرہ نہ کرتی تو میری بات مکمل نہ ہوتی میرے پاپا بڑے اچھے اشعار کہتے تھے اور بڑی داد وصول کرتے تھے

Presented by Ziaraat.Com

وہ حلقہ شعرا میں بڑی عزت واحترام سے دیکھے جاتے تھے وہ بڑے شفیق اور محبت کرنے والے انسان تھے، میری زندگی کا کوئی لمحہ ایسا نہیں جب مجھے امی پاپا یاد نہ آتے ہوں، میں دعا کرتی ہوں کہ اللہ ان کے درجات میں اضافہ کرے اور انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے۔ ویسے بھی یہ دنیا مردہ پرست ہے جب اللہ نعمتوں سے نوازتا ہے تو قدر نہیں ہوتی، پھر پچھتاوے رہ جاتے ہیں۔ جانے والوں کی باتیں تاحیات نار عنکوت کی طرح چمٹی رہتی ہیں میرے تینوں بیٹے تینوں بیٹیاں سب بہت اچھے ہیں دونوں بہوئیں، تینوں داماد، سب فرماں بردار ہیں، میں ان سب سے بہت خوش ہوں۔ اس سے پہلے میں نے کبھی قلم نہیں اٹھایا، پہلی کاوش ہے بڑی بے ربط سی تحریر ہے مگر بڑا اچھا لگا ہے، ایسے محسوس ہوا ہے کہ جیسے میں امی پاپا کے درمیان ہوں۔ کاش وقت ٹھہر سکتا، یہ تو بہتے دریا کی مانند ہے جو چپ چاپ بہتا چلا جاتا ہے اور اپنے پیچھے بے شمار یادیں چھوڑ جاتا ہے۔

اپنے پاپا کی بیٹی

چندن

Presented by Ziaraat.Com

نعت

ہمارے رہنما آئے ہمارے غمگسار آئے
اور اپنے ساتھ لیکر رحمت پروردگار آئے

خدا کا شکر عالم میں شہِ رَف رَف سوار آئے
نہ کیوں صَلِّ علیٰ میری زباں پر بار بار آئے

فرشتے شادماں جن و ملائک مدح خواں ان کے
مدینے والے مکّے والے اپنے تاجدار آئے

خدائی ان کی ہے اور یہ خدا کے خاص بندے ہیں
خدا خود ان کا شیدا ہے نہ کیوں پھر ان پہ پیار آئے

ہم ان کے ہوگئے جب وہ بھی کہدیں گے تمہارے ہیں
ہمارے واسطے پھر کیوں نہ جنت کی بہار آئے

Presented by Ziaraat.Com

وہ آئے جن کا آنا تھا مناسب باغ عالم میں
وہ آئے جن کے آنے سے زمانہ میں بہار آئے

ہمارے مقتدا آئے یہ عیسیٰؑ کی صدا آئی
ہمارے رہنما آئے یہ موسیٰؑ بھی پکار آئے

خدا کی کبریائی کے خدائی میں بجے ڈنکے
کئے سجدوں پہ سجدے آپ سے سجدہ گزار آئے

تمنا ہے یہ کوکبؔ کی بوقت مرگ مشکل میں
زباں پر اے خدا نام محمدؐ بار بار آئے

Presented by Ziaraat.Com

نعت

حسن یوسف سن چکے ہیں جس کا شہرہ عام ہے
وہ حسیں آتا ہے اب جس کا محمدؐ نام ہے

دونوں عالم ہوگئے روشن ضیائے نور سے
وہ سحر آتی ہے اب معدوم جس کی شام ہے

ہر زباں پر ہے درود اور ہر زباں پر ہے سلام
فخر عالم آگیا جشنِ ولادت عام ہے

وہ شفیع المذنبیں بھیجا ہمارے واسطے
اُس کے رستہ پر چلیں اب یہ ہمارا کام ہے

شب ہوئی پر نور اِن سے دن انہیں سے کامیاب
سب انہیں کا فیض ہے شمس و قمر کا نام ہے

دوست دشمن فیض پاتے ہیں انہیں کا ہے یہ در
رحمت عالم ہیں یہ ان کا کرم ہی عام ہے

پی رہے ہیں آنے والے ہے محبت کی شراب
ساقی مہوش ہے اور گردش میں دور جام ہے

Presented by Ziaraat.Com

منقبت کے دو شعر

زمانہ ہوگیا روشن حسنؑ آئے بہار آئی
گھٹا چھائی فلک پر رحمتِ پروردگار آئی

ولادت ہے حسنؑ ابنِ علی کی دھوم ہے اس کی
کھلائے پھول، کلیوں کو ہنسی بے اختیار آگئی

Presented by Ziaraat.Com

سلام

بھوک میں اور پیاس میں شوق شہادت دیکھنا
کربلا والوں کی ہمت اور جرأت دیکھنا

استغاثہ سن کے جھولے میں نہ ٹھہرے گر پڑے
اصغرِ معصوم کا شوقِ شہادت دیکھنا

یہ حسینی کارنامہ اور دنیا کو سبق
یہ ہے طاعت، زیرِ خنجر بھی عبادت دیکھنا

دیتے ہیں حضرت علی اکبر کو مرنے کی رضا
باپ کو بیٹے سے کتنی تھی محبت دیکھنا

ایک ہی حملہ میں جا کر نہر پر قبضہ کیا
اس خدا کے شیر کی بھی شان و شوکت دیکھنا

Presented by Ziaraat.Com

سلام

سرخرو جنت میں پہنچا مہر سرور دیکھئے
حر کی قسمت دیکھئے حر کا مقدر دیکھئے

حضرت عباسؑ جب میداں میں آئے غل ہوا
شان و شوکت ہے وہی حیدر کی، تیور دیکھئے

آئے تھے امت کی بخشش کیلئے جھولے سے یہ
تیر کھا کر مسکرائے کیسے اصغرؑ، دیکھئے

حُر نکل کر آ گیا دوزخ سے جنت کی طرف
دیکھتا ہی رہ گیا لشکر کا لشکر، دیکھئے

جان مولا پر فدا کی بھوک میں اور پیاس میں
یہ تھے دل والے، جگر والے، بہتّر دیکھئے

پرچمِ اسلام چمکا سرنگوں باطل ہوا
آج تک ہے ضوفگن دین پیمبر دیکھئے

Presented by Ziaraat.Com

سلام

اک زمانہ دنگ ہو معجز نما ایسا تو ہو
کہہ اٹھیں جس کو خدا سب ناخدا ایسا تو ہو

ظلم پر ہو صبر عشق کبریا ایسا تو ہو
سر کو سجدے میں کٹادے، باخدا ایسا تو ہو

ہوگئی آسان مشکل جب لیا نام علیؑ
مظہر نورِ خدا مُشکل کُشا ایسا تو ہو

ڈوبتے ہی ڈوبتے اسلام کی کشتی بچی
جان دیکر جو بچالے، ناخدا ایسا تو ہو

خیبر و خندق، احدُ، صفّین ہر جا کامیاب
سر کیا ہر جنگ کو، دستِ خدا ایسا تو ہو

Presented by Ziaraat.Com

کوکب آفندی

سائلِ یک نان کو بخشی اک اونٹوں کی قطار
اس کو کہتے ہیں سخی، دستِ سخا ایسا تو ہو

کردیا پورا علیؑ نے کیسے دشمن کا سوال
جنگ میں جو تیغ دے حاجت روا ایسا تو ہو

ہوگیا ناری سے نوری الفتِ شبیر میں
حُر کا سرزا نوئے شہ بخت رسا ایسا تو ہو

کردیا آزاد، حُر نے پھر بھی کیسے جان دی
ساتھ دے مشکل میں، عبد باوفا ایسا تو ہو

Presented by Ziaraat.Com

سلام

تلوار حق نے بھیجی، تو تلوار کیلئے
حیدرؑ کو منتخب کیا، پیکار کیلئے

یورش ہے ایک، سید ابرار کیلئے
خنجر ہیں تیز، حق کے طرفدار کیلئے

کیا وقت آ پڑا ہے، یہ بیمار کیلئے
آزار اور صاحبِ آزار کیلئے

معراج اس کو کہتے ہیں، ذرّہ ہے آفتاب
زانوئے شاہ حُرِ وفادار کیلئے

شیر خدا کے شیر کو کیا روکتی سپاہ
فوجوں پہ فوجیں آئیں علمدار کیلئے

حوریں ہیں کربلا کے شہیدوں کی منتظر
جنت بھی منتظر ہے خریدار کیلئے

وہ کرگئے اور ہم سے تاسی نہ ہوسکی
گریہ ہی رہ گیا شہ ابرار کیلئے

کوکبؔ کو بھی بلایئے اے شاہِ کربلا
کب حکم ہوگا مجھ سے گنہگار کیلئے

Presented by Ziaraat.Com

قومی ترانہ

نئی مے ہے نیا ساغر، نیا عنوان ہے ساقی
اب اپنے میکدے کا نام پاکستان ہے ساقی

ابھی ایسے گئے گزرے نہیں وحدت کے متوالے
ابھی ہاتھوں میں جنبش ہے، بدن میں جان ہے ساقی

نظر آتے ہیں جو ساغر بکف، وہ سربکف ہوں گے
خدا رکھے، سر آنکھوں پر، ترا فرمان ہے ساقی

ترے میکش، زمین و آسماں ہموار کردیں گے
جہاں تو ہے، ترے قدموں میں پاکستان ہے ساقی

یہیں پینا پلانا ہے، یہیں مرنا یہیں گڑنا
یہی میخانہ ہے ساقی، یہی میدان ہے ساقی

Presented by Ziaraat.Com

کبھی مشکل سے گھبراتے نہیں، مشکل کشا والے
جو مشکل ہے زمانہ کو، ہمیں آسان ہے ساقی

ابھی توحید کی طاقت، کہاں دیکھی ہے دنیا نے
ابھی سے تیرے استقلال، پر حیران ہے ساقی

تری سطوت کے آگے ہیچ ہے پندار جمشیدی
کہ تو اس دور میں، بے تاج کا سلطان ہے ساقی

محبت کا سمندر، بھر دیا ہے ایک کوزے میں
یہ کوکبؔ کا ترانہ، شاعری کی جان ہے ساقی

Presented by Ziaraat.Com

غزل

روشنی پھیل گئی، شمع شبستاں نکلا
جان پر بن گئی، جب دید کا ارماں نکلا

ان کی محفل سے ہر اک چاک گریباں نکلا
کوئی گریاں، کوئی خنداں، کوئی حیراں نکلا

دل کے بدلے دیا دل، صاحب ایماں نکلا
میں جسے سمجھا تھا کافر، وہ مسلماں نکلا

دل میں آیا تھا چلا لُوٹ کے دنیا دل کی
اپنا سمجھے ہوئے تھے جس کو، وہ مہماں نکلا

ہوش گم کردیئے، گھر کردیا روشن روشن
مجھ سے کہتے ہیں کہ اب تو ترا ارماں نکلا

Presented by Ziaraat.Com

سامنا ان سے مرا کون سی منزل پہ ہوا
وہ بھی حیراں ہوئے، اور میں بھی پشیماں نکلا

کیسی ہوتی ہے خوشی، ہوگئی عادت غم کی
دردِ دل سمجھا جسے میں نے وہ درماں نکلا

دیکھ بھی سکتا تھا کیا خالِ رُخِ یار کو میں
وہ محافظ ہی نہیں، حافظ قرآں نکلا

Presented by Ziaraat.Com

غزل

عازم ہیں یہاں کے، وہ ارادہ ہے یہاں کا
یہ زور فغاں کے ہیں، اثر ہے یہ فغاں کا

وہ سر کا طلبگار ہے، غیروں کے کہے سے
دشمن یہی جاں کے ہیں وہ خواہاں نہیں جاں کا

کانوں میں جو پہنے ہو، جو زینت ہے گلے کی
یہ پھول کہاں کے ہیں، یہ ہے ہار کہاں کا

زخمی نہ کرے کیوں مجھے ابرو کا اشارہ
قربان کماں کے، یہ ہے تیر ان کی کماں کا

گل چیں کے تو ہاتھ اور تھے وہ رنگِ جفا اور
یہ ہاتھ خزاں کے ہیں یہ ہے رنگ خزاں کا

غافل تجھے دنیا میں ٹھہرنا ہے بہت کم
نقش آبِ رواں کے ہیں، سفر عمر رواں کا

کوکبؔ کا کوئی شعر نہیں لطف سے خالی
انداز بیاں کے ہیں یہ ہے ڈھنگ بیاں کا

Presented by Ziaraat.Com

غزل

آنکھوں نے ان کے جلوۂ رخ کا مزہ لیا
سچ پوچھئے تو دیکھنے والے نے کیا لیا

جلوہ دکھا کے رخ کا بتوں نے بہا لیا
بندے تو تھے خدا کے پر اپنا بنا لیا

پوچھا کچھ ایسے شوق سے ظالم نے حالِ دل
گھبرا کے میں نے ضبط سے دامن چھڑا لیا

کچھ اور تیز ہو گیا بیتابیوں کا رنگ
اس گل نے دل پہ ہاتھ جو رکھا اٹھا لیا

طے دل کے آئینہ کا کرو کچھ معاملہ
سو بار تم نے دیکھ لیا اور دکھا لیا

دل میرا چھپ کے لے تو چلا تھا وہ شوخ چشم
لیکن مرے خیال نے فوراً ہی جا لیا

Presented by Ziaraat.Com

دل دادہ ہوں کسی کا، سبھی کو ہے یہ خبر
ناحق جنوں میں میرا تماشہ بنالیا

مقتل میں اُن کو دیکھ کے اک عید ہوگئی
خنجر کو اُن کے ہم نے گلے سے لگالیا

قطعہ

تھی ایک شاخِ خشک حقیقت تو کچھ نہ تھی
کاوش سے اپنی، مرتبہ اپنا بڑھالیا

کیسے سخن کے معرکے جیتے بڑے بڑے
تھوڑا سا بھی قلم نے جو میدان پالیا

مدت کے بعد سمجھا ہوں بیتابیوں کا راز
کوکبؔ کسی حسین نے دل کو چرالیا

Presented by Ziaraat.Com

غزل

کل مہرباں تھا مجھ پہ، نہ وہ مہرباں ہے آج
لب پر فغاں نہ کل تھی، نہ لب پر فغاں ہے آج

اٹھ جائے اس کا ہاتھ ، خدا سرخرو کرے
سر کو جھکا رہا ہوں، مرا امتحاں ہے آج

جاتا ہے کون، حکم رہائی تو آگیا
کل تک قفس تھا، مگر آشیاں ہے آج

کس عشق کی نمود تھی دلچسپ و کیف زا
جس کو سبک سمجھتا تھا کوہ گراں ہے آج

ہنسکر بلا رہے ہیں نشانہ بنایئے
ترکش میں تیر، دوش پہ رکھے کماں ہے آج

کوکبؔ وہی وطن تھا کبھی، اب ہے اس کی یاد
اک خواب اور خیال وہ ہندوستاں ہے آج

Presented by Ziaraat.Com

غزل

بیمار ہجر سے یہ تغافل روا نہیں
اُس وقت آئے، کچھ بھی جب اس میں بچا نہیں

جادو نگاہِ ناز نے کیا جانے کیا کیا
اس بُت سے آنکھ ملتے ہی دل کا پتہ نہیں

دنیائے دوں پہ لوگ مرے جاتے ہیں عَبَث
عبرت کا یہ مقام ہے، عشرت سرا نہیں

اغیار کے تو مطلبِ دل سب حصول ہیں
اک قابلِ قبول مرا مُدّعا نہیں

خوش ہے وہ باتیں کرکے اشاروں میں غیر سے
ناداں سمجھ رہا ہے، کوئی دیکھتا نہیں

اللہ ری ڈھٹائی صریحاً تو دل لیا
اور پھر یہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے لیا نہیں

Presented by Ziaraat.Com

غزل

وہ کبھی رحم بھی کرتے ہیں تو کیا کرتے ہیں
اپنے دیوانوں کو مرنے پہ رہا کرتے ہیں

نہیں معلوم کرشمہ یہ وہ کیا کرتے ہیں
پاس رہ کر بھی الگ ہم سے رہا کرتے ہیں

وہ مجھے کوستے ہیں ہاتھ اٹھاکر دن رات
میں سمجھتا ہوں مرے حق میں دعا کرتے ہیں

کم سے کم باغ میں صیاد قفس ہی رکھ دے
موسم گل میں تو بلبل کو رہا کرتے ہیں

سب جفاؤں پہ بھی ہیں تابع فرماں اُن کے
کوئی اُن سے نہیں کہتا کہ وہ کیا کرتے ہیں

Presented by Ziaraat.Com

نہ تو مرتے ہیں نہ جیتے ہیں تمہارے بیمار
بیم و امید کی حالت میں رہا کرتے ہیں

خود گلا رکھتے ہیں شمشیر پہ شیدا تیرے
بارِ احساں سے سبکدوش رہا کرتے ہیں

کیا کہوں لذّتِ تقریر زباں قاصر ہے
لطف آتا ہے وہ جب جور و جفا کرتے ہیں

شیخ صاحب نہ پئیں ہم نے تو جائز کرلی
مفت کی پیتے ہیں اور شکرِ خدا کرتے ہیں

وہی کچھ اچھے ہیں دنیا میں بقول کوکب
صبر اور ضبط سے جو کام لیا کرتے ہیں

Presented by Ziaraat.Com

غزل

بندہ کوئی دنیا میں محمدؐ سا ہوا بھی
حد ہوگئی، ہے جس کا خریدار خدا بھی

اس شان کا ہے کوئی محمدؐ کے سوا بھی
دنیا کا بھی مطلوب ہے محبوبِ خدا بھی

عالم کے مسیحا بھی ہو، دنیا کی قضا بھی
اللہ، تُمھیں درد بھی ہو اور دوا بھی

فرقت کا بھی پیغام ہے جینے کی بھی امید
وہ درد بھی دیتے ہیں مجھے اور دوا بھی

وہ آئے جو بیمار محبت کے سرہانے
چپکے سے دبے پاؤں چلی آئی قضا بھی

Presented by Ziaraat.Com

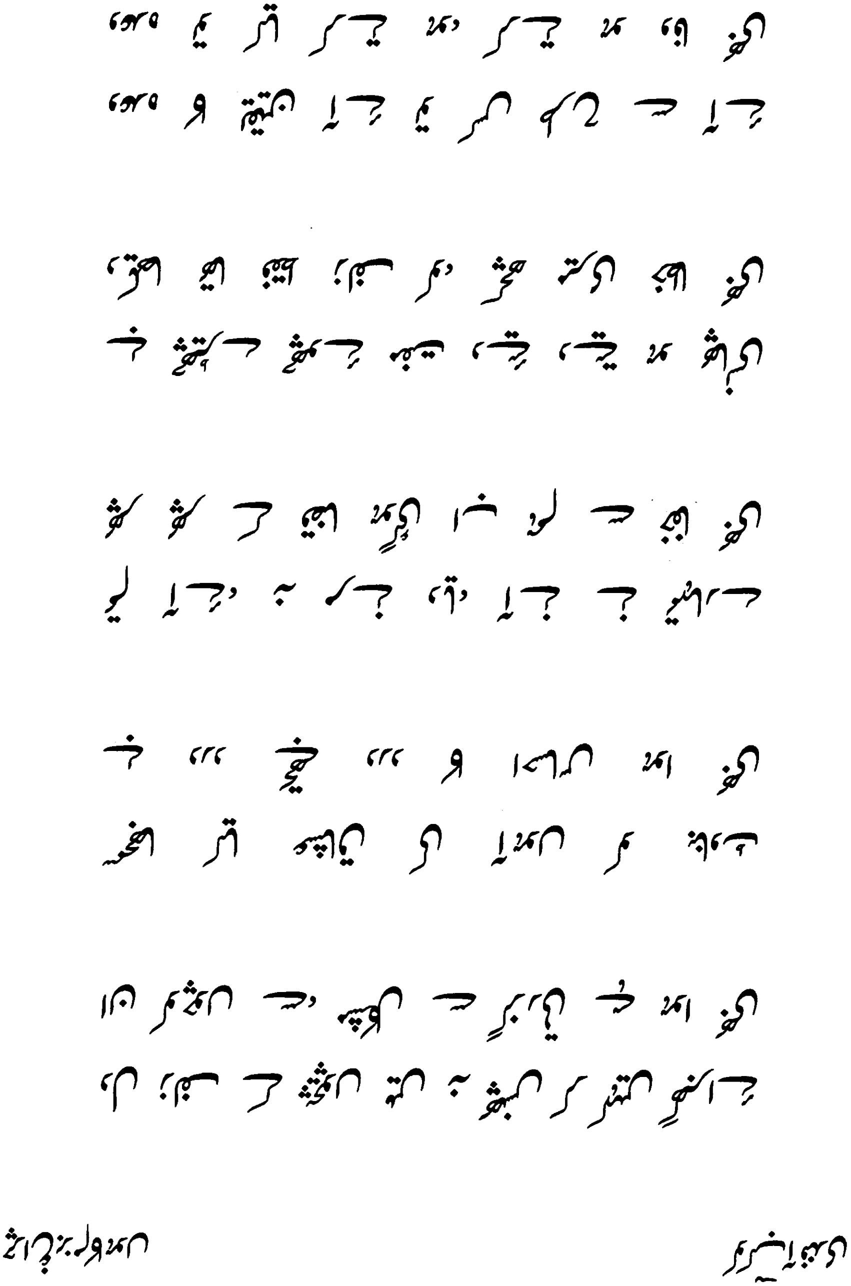

Presented by Ziaraat.Com

ہر طرح سے محروم ہیں ناکام محبت
مرتے ہیں تو آتی نہیں کم بخت قضا بھی

خاروں کی بھی دعوت کا نہ سامان ہوا کچھ
تقدیر سے یاں خشک ہے خونِ کفِ پا بھی

جب ان کو یہ ضد ہوگئی تجھ سے نہ ملوں گا
اب بابِ اجابت پہ نہ پہنچے گی دعا بھی

ہے طُرفہ تماشہ ترا نیرنگِ تلوّن
عاشق پہ عنایت بھی ہے غصّہ بھی جفا بھی

کوکبؔ طرفِ کعبہ نہ کیوں دَیر سے جاتا
کچھ دن اسے کرنا ہے ابھی یاد خدا بھی

Presented by Ziaraat.Com

غزل

آنے لگے وہ خواب میں فرقت نہیں رہی
صد شکر رات کی تو مصیبت نہیں رہی

رنگ بہار آگیا جب باغ میں وہ آئے
بدلی ہوئی خزاں کی وہ حالت نہیں رہی

لائے حیا کو ساتھ بڑی دھوم دھام سے
تنہائی میں بھی آئے تو خلوت نہیں رہی

اپنا ہی دل جب اپنے سے بیگانہ ہوگیا
اب دوستوں سے کوئی شکایت نہیں رہی

فرقت کے غم نے رنگِ جوانی بدل دیا
کیا دیکھیں آئینہ کہ وہ صورت نہیں رہی

Presented by Ziaraat.Com

موسیٰ کو کوہ طور پہ غش آگیا تو کیا
دیدارِ دوست ہوگیا حسرت نہیں رہی

شہ رگ کے پاس رہ کے بھی وہ ہم سے دور ہیں
اتنے قریب ہوکے بھی قربت نہیں رہی

بدتر ہے قید سے جو رہائی بھی اب ملے
پرواز کی بھی مجھ میں تو قوت نہیں رہی

وہ جوشِ قلب کیا ہوا افسردہ دل ہو کیوں
کوکبؔ تمہاری پہلی سی حالت نہیں رہی

Presented by Ziaraat.Com

غزل

دیکھنے کو آنکھ ہے ساری خدائی کیلئے
ایک تل اتنا سا اور اتنی سمائی کیلئے

ان حسینانِ جہاں کا اک یہی استاد ہے
آئینہ ہی آئینہ ہے خود نمائی کیلئے

نالہ اپنا بے اثر ہر آہ بے تاثیر ہے
کیا کریں تدبیر قسمت کی رسائی کیلئے

خیر سے دم بھر کو وہ پردے سے باہر آئیں تو
لاتے ہیں آئینۂ دل رونمائی کیلئے

کُشتۂ شمشیرِ فرقت کو بلاتے کیوں نہیں
کیا کوئی وقت اور ہے معجز نمائی کیلئے

Presented by Ziaraat.Com

سنتے ہیں زلفیں بھی ان کے، کان اب بھرنے لگیں
غیر کیا کم تھے لگائی اور بجھائی کیلئے

پھر تو یہ باب اجابت تک پہنچ جائے ضرور
پر ملیں مرغِ دعا کو گر رسائی کیلئے

تم تو پتھر تھے بتو، یہ بھید کچھ کھلتا نہیں
پھر خدا کیسے بنے ساری خدائی کیلئے

تاب نظارہ نہ تھی موسیٰ تو مجھ سے مانگتے
میری آنکھیں ان کے جلوے کی سمائی کیلئے

کیا تماشہ ہے کہ پھر دونوں کا ہے مقسوم ایک
دل ہے گو ملنے کو اور آنکھیں لڑائی کیلئے

وائے ناکامی نہ پہنچا ہاتھ کوکبؔ یار تک
منتیں درباں کی کیں حاجت روائی کیلئے

Presented by Ziaraat.Com

غزل

نظر ملا کے یہ کیسی نظر چرائی ہے
اسی کا آپ سے جھگڑا یہی لڑائی ہے

اُمیدِ وصل شبِ ہجر ساتھ لائی ہے
خزاں کے بھیس میں شاید بہار آئی ہے

خفا ادھر ہیں وہ، دشمن اِدھر خدائی ہے
سزا یہ دل کے لگانے کی ہم نے پائی ہے

زمانہ گوش بر آواز ہے، میں ہوں خاموش
یہ تیرا راز ہے اور آہ لب تک آئی ہے

جنوں میں کہہ تو دیا ہم نے حالِ دل ان سے
بس ایک بات یہی عشق میں بن آئی ہے

وفا کا نام بھی لے لیگا بے وفا میرا
کسے بتاؤں کہ کیا دل پہ چوٹ کھائی ہے

Presented by Ziaraat.Com

کیا تھا آنے کا وعدہ مگر نہیں آئے
انہی کی بھیجی ہوئی ہے قضا تو آئی ہے

یہ حُسن و عشق کا معیار ہے معاذ اللہ
اکیلے ہم ہیں اِدھر اُس طرف خدائی ہے

چمن میں جانے کو جی چاہتا نہیں میرا
قفس کی آب و ہوا ایسی راس آئی ہے

چلو اڑاؤ بھی بوتل کا کاگ اے کوکبؔ
اب انتظار ہے کیسا گھٹا بھی چھائی ہے

Presented by Ziaraat.Com

غزل

جب کہا میں نے کوئی وصل کی تدبیر بھی ہے
ہنس کے فرمایا کہ ایسی تری تقدیر بھی ہے

اتنے حربے ہوں تو کس کس سے بچے عاشق زار
غمزہ و ناز بھی ہیں، تیر بھی شمشیر بھی ہے

نہ سمجھ مجھ کو چراغ سحری پیر فلک
میں بھی باقی ہوں ابھی آہ میں تاثیر بھی ہے

دل سے یہ دونوں چلے جائیں تو خلوت ہو جائے
حسرت دیاس بھی ہے اور تری تصویر بھی ہے

دل عاشق کا اڑاتا ہے نشانہ کیے
تیرے ترکش میں کماندار، کوئی تیر بھی ہے

Presented by Ziaraat.Com

خواب غفلت میں یہ جانا تھا کہ آزاد ہیں ہم
آنکھ کھلتے ہی کھلا، پاؤں میں زنجیر بھی ہے

میں نے وعدہ جو انہیں یاد دلایا تو کہا
آپ کے پاس ہماری کوئی تحریر بھی ہے

میری قسمت میں حسینوں کی جفائیں لکھ دیں
خط تقدیر میں کچھ شوخی تحریر بھی ہے

میں تو سمجھا تھا انہیں دیکھ کے چین آئے گا
وہی آہیں ہیں وہی نالۂ شب گیر بھی ہے

اپنی قسمت پہ مجھے ناز نہ ہو کیوں کوکبؔ
چاندنی رات بھی ہے وہ بت بے پیر بھی ہے

Presented by Ziaraat.Com

ޝަހީދުވީ ކަލާ ނބީގެ ނަމަ ވެ ކަ ދަރިކަލަ ޔާ
ދުވަ ބާ ހާލު ހަ ދަރިކަލުން ސަ ނަމަ ފާޑު ޔަ

ޝަހީދު ސޮރު ނަ ދަރި ދަށް ކުރި ހަ ހިންގެ
ހިތް ކަނަ ކަރާ ފަތުރުން ނަށް ދިން ބާ

ޝަހީދު ދަރިޔަ ކަލާ ކަ ހާމަ ހިނގާނަ ނަމާ ހުރި
ޢާދަ ހުރި ބަދަލު ނަށް ކަ ކަލާ ހަތް ނަށް ކަ ބާ

ޝަހީދު ވެ ބޮޑު ހުރި ކަ ހަދާ ނަށް ހަމަ ކަލާ
ހުސައިނު ދިރި ޖެ ކަރަ ނަށް ހުރި ފަސް ދަން ގެ ބަ ތަ

ޝަހީދު ދަރިޔަ ވީ ހިތް ކަލާ ސަތާރަ ސަތަ ހުރި
ޝަހީދު ސާދަ ސަވާދަ ކަލާ ވީ ލޮބު ސަޕުތު

ނިމުނީ

ކަމުވާ ލަބަ ބަދަލު

ހުސައިނު ޝަރަފު

تمہاری تیغ چلے گی کہیں نہ غیروں پر
کہ وقت ہے یہ مرے کوچہ گلو کیلئے

یہ وہ ہے فتنہ دوراں قیامت آجائے
جو مہر حشر ہو جگنو ترے گلو کیلئے

چھوا جو زلف کو میں نے تو بولے بل کھا کر
یہ ہاتھ بھر کی ہے رسی ترے گلو کیلئے

ہر اک مقام پر اہل کمال ہیں کوکبؔ
نہیں یہ خاص شرف صرف لکھنؤ کیلئے

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

کوکبؔ آفندی

غزل

یکجا ہی وصف گیسو و رخسار چاہیئے
مل جائیں صبح و شام یہ اک بار چاہیئے

وحشی کو اس کے لذّتِ آزار چاہیئے
گرد آوری کو وادیِ پُرخار چاہیئے

سب آبلے ہیں مُشک بدوش اپنے پاؤں کے
اب ہم کو سیر وادی پرخار چاہیئے

جی میں ہے ان کو ذکر عدو کرکے چھیڑیئے
کچھ دیر لطف آئے گا تکرار چاہیئے

زیرِ زمیں تو جاکے سبھی چین پائیں گے
آرام زیرِ گنبدِ دوّار چاہیئے

مشہورِ خلقِ نیم رضا خامشی ہے گو
ہم کو تو اس زبان سے اقرار چاہیئے

کیوں طالبان دید کو دکھلائیں اپنی شکل
ان کو تو شور و غل پس دیوار چاہیے

اے بت خدا کے سامنے آئیں گے حشر میں
ہم کو تو فیصلہ سر دربار چاہیے

لطف ستم اٹھائیں گے کیا اک خدنگ کے
ہم پر حضور تیروں کی بوچھار چاہیے

کوکبؔ پہ وقتِ فیصلہ رحمت کی ہو نظر
جو کچھ ہو دیکھ بھال کے سرکار چاہیے

Presented by Ziaraat.Com

غزل

اک وار میں اڑا کے وہ عاشق کا سر گئے
کیا دم کے دم میں لاکھ کا گھر خاک کر گئے

دل اور جگر کے جاتے ہی بے موت مر گئے
وہ اک نگاہ ناز میں سب کام کر گئے

پیری کی صبح آتے ہی کیا اوس پڑ گئی
جو ولولے شباب میں تھے وہ کدھر گئے

ہیں زندگی کے ساتھ بکھیڑے ہزار ہا
اچھے وہی رہے جو جہاں سے گزر گئے

بعد فنا انہیں کے شکستہ مزار ہیں
جو نا امید ہو کے جہاں سے گزر گئے

Presented by Ziaraat.Com

ذکر رقیب ختم بھی کیجیے گا یا نہیں
یہ مدح سنتے سنتے میرے کان بھر گئے

ہنس کر کبھی تو پوچھتے کیسا ہے حال زار
کتنے اسی امید میں بے چارے مر گئے

شوخی تو دیکھو آپ ہی لی عاشقوں کی جان
پھر خود ہی پوچھتے ہیں یہ سب کیسے مر گئے

کم بخت نے بناؤ نہ بننے دیا کہیں
تقدیر بد بھی ساتھ گئی ہم جدھر گئے

کچھ شعر بھی نہ تھے جو ہوا حاسدوں کو رنج
کوکبؔ غزل کے پڑھتے ہی چہرے اتر گئے

Presented by Ziaraat.Com

غزل

مرجاؤں تو فرقت کا تو پیغام نہ آئے
ہو ایسی سحر جس کی کبھی شام نہ آئے

سب دیکھنے آئے وہ لب بام نہ آئے
دل جن کو دیا ہم نے وہی کام نہ آئے

قاصد ستم و جور کے ان کے ہیں یہ قصے
پردے میں سنا دینا مرا نام نہ آئے

مدہوش ہوں ساقی کی نظر دیکھ رہا ہوں
اے پیر مغاں میری طرف جام نہ آئے

کیا چھوٹ بھی سکتے ہیں گرفتار محبت
جب حسن کی سرکار سے احکام نہ آئے

Presented by Ziaraat.Com

بدنام وہ ہو جائیں گے کیوں وعدہ ہو جھوٹا
آ جائے قضا ان پہ تو الزام نہ آئے

ہم عشق کے بندے ہیں یہ معلوم ہے ان کو
اب آہ بھی لب پر دل ناکام نہ آئے

یہ عشق کی ہے آگ بھڑک جائیں گے شعلے
دامن کی ہوا دو بھی تو آرام نہ آئے

ہو پختگی عشق، فنا میں بھی بقا ہے
اب دل میں ہمارے ہوس خام نہ آئے

ہے سب کی نظر مجھ پہ انہیں کی ہے نوازش
کوکبؔ کہیں اب گردش ایام نہ آئے

Presented by Ziaraat.Com

ދީނުގެ ދަ ރަސޫލާ އެ ދަ ތަވާފު ތެޔޮ ގަ ކަމަރު
ޚިޔާލު ގެ ދީފި ދަ ސަ ތަތްރީ ދެ އަވާ ތަ

ދީނުގެ ދަ ރަމާ ވަ ޝަލާ ދަ ނަ ކަބަރު
ރައްމާ ވަ ޝަރަ ކަމް ދީނުގެ ޔަ ނަ ދީޝް

ދީނުގެ ދަ ރަލާ ނަ ޝަލާ ކަފް ވަރަ ޝަ
ދީލާ ޝަ ދީރަ ތަހަބު ނަނު ވި ވަހަބު

ދީނުގެ ދަ ރަތި ސަ ކަރަބާ ކަރަކާ
ލިޔު ތަބީލާ ދަ ސަ ނަ ދަ ކަތަ ދަ ގެރަ

ދީނުގެ ދަ ރަތިބާ ވަރަ ތަރަ ތަހަލާ ނަ
ދީނުގެ ދަ ރަވު ލީސަ ބަދަ ތަހަބު ތަހަނާ

Presented by Ziaraat.Com

غزل

وہ تو بیٹھا قتل کرنے کیلئے دل سے مجھے
سخت جانی نے کیا شرمندہ قاتل سے مجھے

اب ہے کیا امید اس زہرہ شمائل سے مجھے
دل میں گر رکھتا، اٹھاتا پھر نہ محفل سے مجھے

ناتوانی دور ہی رکھے گی منزل سے مجھے
ہاتھ کیا آئے گا اس تحصیل حاصل سے مجھے

اتنے دھوکے کھائے راہ عشق میں گم ہوگیا
دور ہی رہنا پڑے گا اب تو منزل سے مجھے

راہ الفت میں ہوا رہبر کسی کا نقش پا
دور گو تقدیر نے پھینکا تھا منزل سے مجھے

Presented by Ziaraat.Com

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible] [illegible]

Presented by Ziaraat.Com

یار کی تصویر اب اس میں نظر آتی نہیں
یوں کدورت ہوگئی آئینہ دل سے مجھے

ان کے تیر آئے جو مہماں میزبانی خوب کی
پھر محبت کیوں نہ ہو جاتی بھلا دل سے مجھے

اب اسی میں دیکھ لیتا ہوں میں جلوہ یار کا
خوب یہ پہلو ملا آئینہ دل سے مجھے

دیر و کعبہ میں نہ کوکبؔ عرش پر ہیں وہ مقیم
کچھ اگر ان کا پتہ ملتا ہے تو دل سے مجھے

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

غزل

نہ ہوتی تاب، بے پردہ جو تم انجان ہوجاتے
ابھی سب جان دے دیتے ابھی قربان ہوجائے

نہ موسیٰ کی طرح اپنے خطا اوسان ہوجاتے
ترا جلوہ اگر ہم دیکھتے قربان ہوجاتے

پری ہو حور ہو ہم نے یہ مانا ہم بھی کچھ کہتے
ہمارے واسطے دم بھر کو گر انسان ہوجاتے

کیا یوں ضبط نالہ ان کی رسوائی سے ڈرتا تھا
مری آہوں سے دیواروں میں روشندان ہوجاتے

انہیں کے پَر توِ عارض کی ہے کونین میں رونق
جو یہ جلوہ نہ ہوتا دو جہاں ویران ہوجاتے

مرے نالوں سے جلتے ہیں عدو کچھ بس نہیں چلتا
جو بس چلتا تو میرے حلق کے دربان ہوجاتے

محبت میں بتوں کی ہم کو کافر کہہ نہ اے زاہد
کہ ہم کافر اگر ہوتے تو بالاعلان ہوجاتے

اگر ہم صبر سے کچھ کام لیتے عشق و الفت میں
ہمارے مدعا کے غیب سے سامان ہوجاتے

عدو کو جھانکنے بھی تو نہ دیتے دخل کیا شے ہے
کہیں تقدیر سے ان کے جو ہم دربان ہوجاتے

قیامت گر تری رفتار سے ڈر کر نہ چھپ جاتی
قیامت کے تری رفتار سے سامان ہوجاتے

ہوا کوکبؔ بھی رسوا تم بھی رسوا ہوگئے آخر
بھری محفل میں جھگڑا کیوں کیا، انجان ہوجاتے

Presented by Ziaraat.Com

غزل

جو تیری مہربانی مجھ پہ او ظالم حسیں ہوتی
دل حسرت زدہ میں چھینٹ بھی غم کی نہیں ہوتی

جو مجھ پر مہر و الفت کی نظر اے نازنیں ہوتی
یہ بیتابی یہ پھڑکن اور یہ بے چینی نہیں ہوتی

نہیں جینے کی کچھ بھی آس اب بیمار ہجراں کی
تسلی چارہ فرمادیتے ہیں تسکیں نہیں ہوتی

میں وہ جانبازِ الفت ہوں جو وقتِ قتل آجاتا
لبِ شمشیر سے پیدا صدائے آفریں ہوتی

یہ حسرت تھی کہ میں راہ محبت سر سے طے کرتا
کسی کے سنگ در کے واسطے میری جبیں ہوتی

بناوٹ جان کر اس کو زیادہ وہ بھڑکتے ہیں
کمی غصہ میں رونے سے بھی میرے واں نہیں ہوتی

Presented by Ziaraat.Com

نگہہ کے وار اوچھے ہیں کچھ ان سے دل نہیں بھرتا
تلا اک ہاتھ مارو تیغ کا، سیری نہیں ہوتی

زمانہ بھر پہ الطاف و کرم ہیں اے وفا دشمن
مگر تیری عنایت کی نظر مجھ پر نہیں ہوتی

کسی کی اک نظر نے دل جگر کو کردیا زخمی
نہیں معلوم کیا ہوتا جو چشم سُرمگیں ہوتی

مریض عشق مرتا ہے جلالو آن کر اب تو
کسی کروٹ کسی پہلو اسے تسکیں نہیں ہوتی

کبھی کا ہجر کے رنج و الم میں جان دے دیتا
میسر تیرے کوچہ میں اگر دو گز زمیں ہوتی

خبر مرگ عدو کی سن کے کیوں مغموم بیٹھے ہو
خوشی کا دن ہے اور پھر بھی خوشی تم کو نہیں ہوتی

Presented by Ziaraat.Com

محبت کا یقیں ان کو نہیں آتا نہیں آتا
ہماری آرزو پوری، نہیں ہوتی نہیں ہوتی

چلے آتے ہیں دل میں قافلے ارمان و حسرت کے
یہ وہ آئینہ ہے اس میں تو تصویرِ حسیں ہوتی

تمہیں میں کیا دکھاؤں کس طرح تم کو یقیں آئے
محبت دل سے ہوتی ہے دکھانے کی نہیں ہوتی

جنوں میں ان سے دو دو ہاتھ ہوجاتے تو لطف آتا
پھٹا میرا گریباں چاک ان کی آستیں ہوتی

عجب مشکل میں ہوں دل ان کے دل میں کس طرح ڈالوں
مجھے ان سے محبت ہے انہیں مجھ سے نہیں ہوتی

بہت جاتے ہو اس محفل میں لیکن وہ نہیں ملتا
تمہاری آرزو کوکبؔ کبھی پوری نہیں ہوتی

Presented by Ziaraat.Com

غزل

فصل گل ہے باغ میں ہم کو مگر صیّاد رکھ
غم نہیں کچھ خانہ زِنداں کو تو آباد رکھ

روز و شب ہم پر ستمگر اک نئی بیداد رکھ
سب گوارا ہے خوشی سے پر ہماری یاد رکھ

نالے سن سن کر مرے اتنا ہوا ان پر اثر
ڈر کے کہتے ہیں وہ، چپ اپنے لب فریاد رکھ

خانہ دل کی ہمارے ہم کو اے بت فکر کیا
گھر تو تیرا ہے، بنا اس کو، ویا برباد رکھ

لطف سے خالی نہیں ہے، ظلم بھی معشوق کا
ہم تو خوش ہیں اس میں بھی ظالم ہمیں ناشاد رکھ

کیوں گھلا جاتا ہے کوکبؔ وہ تو آئیں گے ضرور
صبر کر تھوڑا سا دل کو اپنے ہر دم شاد رکھ

Presented by Ziaraat.Com

غزل

اٹھے جب عشق کی لذت، دل اس ظالم پہ آیا ہو
جہاں ہو کھیل مرنا، رقص بسمل اک تماشا ہو

گلستاں ہو شرابِ ناب ہو، معشوق تنہا ہو
اسی کے قلب سے پوچھو یہ منظر جس نے دیکھا ہو

بھلا اس سادگی پر اک زمانہ کیوں نہ شیدا ہو
مجھی سے کہتے ہیں، خوں میرے دل کا کرکے، اب کیا ہو

نزاکت کا نہ کیوں ہو خاتمہ اُس شوخ و کمسن پر
اگر دستِ تصور سے بھی چھولیں رنگ میلا ہو

ہمارے خون دل سے اب ملالے جس کا جی چاہے
جمے ہیں رنگ دونوں ہی کے مہندی ہو کہ لاکھا ہو

Presented by Ziaraat.Com

اشاروں سے بلاتے ہو ادا سے قتل کرتے ہو
نئے انداز کے معشوق ہو اچھے مسیحا ہو

کمر کا وصف ہو جب کوئی باریکی اگر نکلے
دہن کا جب لکھوں مضموں جو کوئی بات پیدا ہو

جو یہ کہتا ہو، تم پر جان جاتی ہے تو کہتے ہیں
کہیں مر بھی چکو، جلدی کہیں فیصل یہ جھگڑا ہو

یہی دنیا میں کوکبؔ کامیابی کا طریقہ ہے
وہی رفتار لازم ہے زمانہ جس پہ چلتا ہو

Presented by Ziaraat.Com

غزل

اگرچہ تیغ ادا کے ہیں اوچھے وار نہیں
مگر یہ غم ہے کوئی چوٹ یادگار نہیں

ضیائے شمع نہ پروانہ اور نہ چادرِ گُل
یہ بے کسی ہے کہ کوئی سر مزار نہیں

تم امتحان تو لیتے ہو سخت جانی کا
سمجھ لو تیغ نہیں یا یہ جانِ زار نہیں

لگائی چوٹ کسی برق وَش نے وہ دل پر
کہ آیا زیرِ زمیں بھی مجھے قرار نہیں

مصیبتوں سے جو ہاتھ آئے اس کی ہوتی ہے قدر
مزا ہی وصل کا کیا ہے جو انتظار نہیں

Presented by Ziaraat.Com

جبھی وہ مرقد عشاق پر نہیں آتے
کہ فاتحہ کے بھی قابل مرا مزار نہیں

میں تیرا سوختہ جاں ہوں مثال پروانہ
بنے گا بعد فنا شمع رو، مزار نہیں

انہیں تو یاد یہی ہر سوال کا ہے جواب
ہزار بار نہیں اور لاکھ بار نہیں

یہ ان سے پوچھے کوئی، بولتے ہیں کیوں اس سے
جو ان کو بات کا کوکبؔ کی اعتبار نہیں

Presented by Ziaraat.Com

غزل

عارف کوئی حضور کا میرے سوا نہیں
جتنا میں جانتا ہوں کوئی جانتا نہیں

طول شب فراق کی کچھ انتہا نہیں
آخر ہے رات اور سحر کا پتہ نہیں

یاں کچھ کسی کی عقل کا جادو چلا نہیں
انساں کے دم کا کھیل بگڑ کر بنا نہیں

چونکا دیا غشی نے جناب کلیم کی
دیدار دیکھنے کا بس اب حوصلہ نہیں

ہم پلہ ناز کی سے رہی میری لاغری
اک بال بھی میں ان کی کمر سے گھٹا نہیں

Presented by Ziaraat.Com

پھر کھینچتا ہے اہلِ سماعت کے قلب کون
پردے میں ساز کے اگر ان کی صدا نہیں

جس کو بھی دیکھئے وہ اِنہیں کا ہے کلمہ گو
پھر کیا ہے اِن بتوں میں جو شان خدا نہیں

پوشیدہ کیوں نظر سے زمانے کی ہوگیا
ان کا دہن جو چشمہ آب بقا نہیں

ملک عدم کے قافلہ کا کیا پتہ چلے
نقش قدم نہیں ہیں صدائے درا نہیں

اک بے وفا حسین پہ کیوں کر جمے گا رنگ
میرے ہی دل پہ جب مجھے قابو ذرا نہیں

Presented by Ziaraat.Com

لاکھوں ہیں کیا عدم کے بھی جانے کے راستے
ملتا جو قافلہ سے کوئی قافلہ نہیں

شوخی تو دیکھئے مرا دل توڑ تاڑ کے
کہتے ہیں پھیرلو، یہ مرے کام کا نہیں

کوکبؔ تو ابتدا ہی سے کہتا ہے شعر صاف
کیا خوش ہوں وہ زبان کا جن کو مزا نہیں

Presented by Ziaraat.Com

غزل

رہا اب تا ابد سودا شہادت کا مرے سر میں
چلے شہ رگ پہ اتنا دم کہاں ہے تیرے خنجر میں

توجہ کی نظر رکھنا بدل جانا نہ دم بھر میں
بڑا جلسہ ہے شرمندہ نہ کرنا مجھ کو محشر میں

ذرا تیر نظر آئے تو میرے قیدِ منظر میں
ذرا دیکھو تو کیا سے کیا ہوا جاتا ہے دم بھر میں

ہمیں بیٹھے رہے اک ہاتھ خالی انجمن بھر میں
ہمیں کو اے فلک محروم رکھا دور ساغر میں

خلش ہی درد کی ویرانی و حسرت کا منظر تھی
بیاباں ہی بیاباں کا مزا آنے لگا گھر میں

Presented by Ziaraat.Com

جب اس بت کی طرف میں دیکھتا ہوں قلب کھنچتا ہے
بلا کی دل فریبی اور دلچسپی ہے پتھر میں

مری آوارہ گردی کا سبب ہے عشق مہ رویاں
فلک کیا ڈالتا چکر میں ظالم خود ہے چکر میں

اثر نے حال سوز دل کے بال و پر جلا ڈالے
جو باندھا نامہ عاشق کو بازوئے کبوتر میں

محبت میں نہ تھی کچھ قیس سے کم حالت لیلیٰ
کہ وہ بیتاب تھا صحرا میں یہ بے چین تھی گھر میں

حسینانِ زمانہ میں جو الفت ہو تو تجھ سے ہو
جو سودا ہی ہو اے ظالم، تو تیری زلف کا سر میں

Presented by Ziaraat.Com

ہماری خاک جنگل میں بگولہ بن کے پھرتی ہے
فلک نے بعد مرنے کے بھی رکھا مجھ کو چکر میں

ہمارے چشم و دل دونوں میں ان کی ہیں گزرگاہیں
کبھی رہتے ہیں اس گھر میں کبھی رہتے ہیں اس گھر میں

زباں سے اب تو کہتے ہو تمہارا ہوں تمہارا ہوں
تمہارا حال ہی کیا ہے بدل جاتے ہو دم بھر میں

کرے انسان کوشش لاکھ کچھ بھی ہو نہیں سکتا
وہی پیش آئے گا کوکبؔ جو لکھا ہے مقدر میں

Presented by Ziaraat.Com

غزل

کرتے ہو جفا مجھ پہ تو رہنا بھی خبردار
آہیں ہیں فلک رس مرے نالے ہیں اثر دار

فرقت میں گلا گھونٹ کے بھی مر نہ سکے آہ
غیرت نے صدا دی کہ خبردار خبردار

آزاد کبھی ہوں گے کہ قیدی ہی رہیں گے
صیاد قفس میں جو گرفتار ہیں پردار

اب روتے ہیں فرقت میں، کبھی ہنستے تھے ہم پر
دل ہاتھ سے کیوں دے دیا، کیسے تھے جگر دار

وہ زخم جگر دیکھ کے بھی داد نہ دیں گے
نظروں سے گرادیتے ہیں ایسے ہیں نظر وار

Presented by Ziaraat.Com

کوئی نہ چڑھا یار کی شمشیر کے منہ پر
جی چھوٹ گئے ان کے بڑے تھے جو جگر دار

کوکبؔ تو دعا دیتا ہے ان کو سحر و شام
کیا کہتے ہیں جا جاکے، نہ معلوم خبردار

Presented by Ziaraat.Com

غزل

جنبشِ ابرو سے دو ٹکڑے کلیجہ کردیا
آپ کے اس نیمچہ نے کام پورا کردیا

جس طرح تم نے درِ ظلم و ستم وا کردیا
اس طرح وعدہ کوئی اپنا نہ پورا کردیا

سیرِ گلشن کیلئے آیا جو وہ غنچہ دہن
سرخیِ لب نے گلوں کا رنگ پھیکا کردیا

اب کہوں حال دلِ رنجور کس امید پر
آپ نے کس وقت، کس دن میرا کہنا کردیا

تو سلامت رہ ترا دم بھی غنیمت ہے جنوں
بستیاں برباد کیں آباد صحرا کردیا

Presented by Ziaraat.Com

دوست بھی اب تو نہیں پہچانتے صورت مری
آپ کی فرقت نے دو دن میں یہ نقشہ کردیا

صرف دعویٰ ہی مسیحائی کا تھا بندہ نواز
ورنہ کیوں بیمار الفت کو نہ اچھا کردیا

دے کے مے اغیار کو ایسی لگائی ایک چوٹ
شیشہ دل کا مرے ظالم نے چورا کردیا

فکرِ آزادی کہاں موقع ابھی اس کا نہیں
قید تنہائی نے ایسا لطف پیدا کردیا

جس کو دیکھو بھر رہا ہے دم تمہاری دید کا
طور پر دکھلا کے اپنی شکل، یہ کیا کردیا

Presented by Ziaraat.Com

بے خطا ظلم و ستم پر آپ نے باندھی کمر
کیا غضب ڈھایا جو اظہارِ تمنا کردیا

ناز کی تیغیں تلیں چھریاں اداؤں کی چلیں
حسن کی سب فوج نے اک دل پہ دھاوا کردیا

داد کیا فریاد کیسی خوش ہوں میں ہر حال میں
اس ستمگر نے مرے حق میں جو چاہا کردیا

مر کے پائی آفت و رنج و مصیبت سے نجات
قتل مجھ کو کیا کیا، ظالم نے زندہ کردیا

اس سے پہلے تو بہت کوکبؔ کی حالت غیر تھی
اے مسیحا تو نے تو آتے ہی اچھا کردیا

Presented by Ziaraat.Com

غزل

ہیں مشتاق ہم اک نظر دیکھ لینا
ادھر جانے والے اِدھر دیکھ لینا

تہہِ تیغ مقتل میں سر دیکھا لینا
ہمارا بھی اے جاں جگر دیکھ لینا

بہت جاتے ہیں میکدہ شیخ صاحب
کسی دن انہیں ننگے سر دیکھ لینا

مرے دل میں آؤ تو نسخہ بتاؤں
نہ ہوگا کبھی درد سر دیکھ لینا

محبت میں جب تک رہو گے بتوں کی
نہ جائے گا یہ درد سر دیکھ لینا

Presented by Ziaraat.Com

یہ ہلچل مچے گی کہ ہوگی قیامت
وہ آئیں گے باندھے کمر دیکھ لینا

مجھے قتل کرکے جو اٹھتے ہو اے جاں
کسی کی لگے گی نظر دیکھ لینا

دھن کا ارادہ جو ہے دل میں کوکبؔ
مبارک یہ ہوگا سفر دیکھ لینا

Presented by Ziaraat.Com

غزل

کھلا اب حال آئینہ کی یکطرفہ صفائی کا
کہ آلہ اس کو بننا تھا غرور و خود نمائی کا

حسیں ناآشنا ہیں کیا مزہ ہے آشنائی کا
یہ ظالم ملتے ہی پیغام دیتے ہیں جدائی کا

جنہیں پتھر سمجھتے تھے عروج اتنا ہوا ان کو
خدا کی شان بت کرنے لگے دعویٰ خدائی کا

بظاہر گر نہیں ملتے تصور ہی میں آجاؤ
نہیں نقصان کچھ اس میں تمہاری پارسائی کا

لب شیریں کے بوسوں پر نہ ٹپکے رال کیوں ان کی
نمک خواروں کو چسکا پڑگیا ہے اس مٹھائی کا

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

یہ پتھر ان کے دل پتھر وفا کرنا یہ کیا جانیں
عبث شکوہ ہے ہمدم ان بتوں کی بے وفائی کا

چھپے تو لاکھ، ہم تو دیکھ لیتے ہیں تصور میں
اسی صورت سے ملتا ہے مزہ یاں آشنائی کا

نہیں ملتا میں تم سے، بات سیدھی کیوں نہیں کہتے
برا پڑتا ہے دل پر تیر ان کی کج ادائی کا

شکایت غیر کی کوئی کرے کس طرح اے کوکب
یہ ایسا وقت ہے دشمن ہے بھائی بھی تو بھائی کا

غزل

دُھن اپنے مکاں کی ہے، تو رُخ میرے مکاں کا
ہے فکر کہاں کی انہیں، ہے قصد کہاں کا

دل اس نگہہ ناز کے ہوتے ہوئے توڑے
طاقت یہ سناں کی ہے، یہ بوتا ہے سناں کا

سرگرمِ جفا وہ ہیں، میں سرگرم وفا ہوں
پچ ان کو زباں کی ہے مجھے پاس زباں کا

اب شیخ کی تحویل میں ساغر بھی ہے مے بھی
یہ پیر مغاں کی ہے نہ وہ پیر مغاں کا

گھر اس بت کافر کا ہو، یا اس کی گلی ہو
تصویر جناں کی ہے مرقع ہے جناں کا

Presented by Ziaraat.Com

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]   [illegible]

Presented by Ziaraat.Com

غزل

نہ کیوں شکوہ کروں تجھ سے فلک اپنے مقدر کا
بندھا تھا جس میں نامہ گر گیا وہ پر کبوتر کا

خدا کے واسطے قاتل مٹا جھگڑا تن و سر کا
رہے گا میری گردن پر یہ احساں تیرے خنجر کا

شب فرقت اگر اس ماہرو کے غم میں روتا ہوں
مرے ہر ایک آنسو پر گماں ہوتا ہے اختر کا

نہ جی بھر کے بجھائی پیاس تو نے اپنے قاتل کی
کہ پیاسا رہ گیا افسوس پیکاں آب خنجر کا

یہ ظاہر ہے زمانے پر کہ کوکبؔ بوترابی ہے
اسے کیا خوف مرقد کا اسے کیا ڈر ہے محشر کا

Presented by Ziaraat.Com

غزل

ہر ایک کو دعویٰ تو ہے پر کس کیلیئے ہے
سب اُس کے ہیں وہ رشک قمر کیلیئے ہے

پردے سے نکل آیئے دکھلایئے جلوہ
مشتاق ہیں ہم برقِ نظر کس کیلیئے ہے

دل لے کے جو جاتی ہے پلٹ کر نہیں آتی
وہ آپ کی دُزدیدہ نظر کس کیلیئے ہے

کہلاؤں میں تیرا تو بنالے مجھے اپنا
بتلادے وہ انداز نظر کس کیلیئے ہے

تم جانتے ہو تم کو تو معلوم ہے سب کچھ
بیتاب یہ دنیا کی نظر کس کیلیئے ہے

کون آتا ہے یہ کس کی ہے آمد کا تلاطم
دنیا بھی تو یہ زیر و زبر کس کیلیئے ہے

Presented by Ziaraat.Com

تم آتے نہیں موت بھی آتی نہیں مجھ کو
کیا جانے دعاؤں کا اثر کس کیلئے ہے

کہہ تو دیا ، جو کچھ ہے تمہارا ہے تمہارا
دل کس کیلئے اور جگر کس کیلئے ہے

مجھ پر نہیں موقوف تڑپتا ہے زمانہ
اللہ وہ مخصوص نظر کس کیلئے ہے

کیا قہر ہے کیوں دیکھنے پاتا نہیں کوئی
پھر آپ کی الفت کی نظر کس کیلئے ہے

بیگانگی اور دربدری اچھی نہیں ہے
اب گھر ہی چلے آؤ یہ گھر کس کیلئے ہے

Presented by Ziaraat.Com

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible] [illegible]

Presented by Ziaraat.Com

یوں جلوہ فگن ہو کے بھی کچھ کام نہ آیا
اے حسن تری تنگیِ داماں سے گلہ ہے

بدلی جو روش اس نے نہیں کوئی شکایت
کوکبؔ کو تو نیرنگیِ دوراں سے گلہ ہے

Presented by Ziaraat.Com

غزل

کہتا ہوں وہ بت خدا نہیں ہے
پر دل ہے کہ مانتا نہیں ہے

غم کی کوئی انتہا نہیں ہے
بندہ تو کوئی خدا نہیں ہے

جینا مرا مدعا نہیں ہے
مرجانے کا آسرا نہیں ہے

اللہ رے حریمِ حُسنِ مطلق
سجدے کیلئے بھی جا نہیں ہے

میخانہ، صنم کدہ، گلستاں
کافر آنکھوں میں کیا نہیں ہے

وہ اب مرے دل کو ڈھونڈتے ہیں
اب دل انہیں ڈھونڈتا نہیں ہے

Presented by Ziaraat.Com

منہ پھیر کے یوں چلے گئے ہیں
جیسے کہ مرا خدا نہیں ہے

لو حشر پہ اٹھ رہیں سزائیں
اب لطف گناہ کا نہیں ہے

میخانہ بدوش پھر رہا ہوں
اک گھونٹ شراب کا نہیں ہے

اے بے خبرو تلاش کیسی
کھویا ہوا کچھ خدا نہیں ہے

یہ آپ کی شانِ بے نیازی
گویا کوئی دوسرا نہیں ہے

سنتے ہیں کہ سامنا بھی ہوگا
اب کیا ترا سامنا نہیں ہے

Presented by Ziaraat.Com

چراغ بزم کا ہوں

کوکبؔ آفندی

آنسو نہیں اور رو رہا ہوں
رونے کا بھی اب مزہ نہیں ہے

بے چین، بے آرزو، شکستہ
دل آپ کے کام کا نہیں ہے

آئیگی اسے اجل بھی یارب
جس کا کوئی آسرا نہیں ہے

دونوں عالم خراب کردو
ٹوٹے ہوئے دل میں کیا نہیں ہے

اِس عشق میں سب عدم ہے کوکبؔ
ہستی کا کہیں پتہ نہیں ہے

Presented by Ziaraat.Com

غزل

ازل سے میں ترا عارف ہوں مجھ کو عرفاں ہے
کوئی ہے عشق میں کافر کوئی مسلماں ہے

جنوں کا زور ہے یا عشق کا یہ عنواں ہے
اب اپنا ہاتھ ہے اور اپنا ہی گریباں ہے

ہیں اس میں کتنے رہائی کے واسطے بیتاب
سمجھ رہا ہوں میں دنیا جسے وہ زنداں ہے

کنول جو دل کے کھلاتی تھی کیا ہوا اس کو
بہار اب نہیں آتی وہی گلستاں ہے

اٹھایا بار محبت بہت بلند ہوا
کئے فرشتوں نے سجدے جسے وہ انساں ہے

Presented by Ziaraat.Com

ہمیں بدل گئے ہیں یا بدل گئی دنیا
نہ شام میں ہے اداسی نہ صبح خنداں ہے

محبت اس نے عطا کی ہے مست رہتا ہوں
جو درد سمجھے ہیں ان کو ہی فکر درماں ہے

مری نظر سے کوئی دیکھے میں دکھاؤں گا
زمانہ کہتا ہے کانٹے جنہیں گلستاں ہے

تری طلب تو ہے، افشائے راز کے ڈر سے
خموش رہتا ہوں، پر درد دل میں پنہاں ہے

پھر اپنے چاہنے والے سے پُرسشِ احوال
یہ جانتے ہوئے ناکامیوں پہ شاداں ہے

مقامِ شُکر ہے کوکبؔ شکایتیں کیسی
بنادیا ہمیں انساں یہ اس کا احساں ہے

Presented by Ziaraat.Com

غزل

تجھے ڈھونڈ لے جو وہی کامراں ہے
اک آواز چپکے سے دے دے کہاں ہے

زمیں ہے وہاں اور نہ یہ آسماں ہے
جہاں تو ہی تو ہے وہی لامکاں ہے

تمناؤں اور حسرتوں میں رواں ہے
یہ عمر دو روزہ بھی اک کارواں ہے

سمجھنا نہ صیاد یہ آسماں ہے
نشیمن جو پھونکا ہے اس کا دھواں ہے

اجاڑا ہے گھر اپنا جوشِ جنوں میں
جو تھا رشکِ جنت وہ ہُو کا مکاں ہے

Presented by Ziaraat.Com

ترے عشق میں محویت کا یہ عالم
قفس کو ہی سمجھے کہ یہ آشیاں ہے

کہو تو سنادوں یہ ہے روز محشر
تمہاری جفاؤں کی جو داستاں ہے

سنیں گے وہ کیا درد دل کا فسانہ
جنہیں آہ کرنا بھی میرا گراں ہے

ہمیں ایک بدلے ہیں الفت کے مارے
زمیں ہے وہی اور وہی آسماں ہے

جنونِ محبت نے دنیا بدل دی
اب ان کی زباں پر مری داستاں ہے

بڑھاپے میں کوکبؔ کے انداز دیکھے
جوانی کے تیور ہیں اب تک جواں ہے

Presented by Ziaraat.Com

غزل

صدقے دل ان کے حسن پہ دیوانہ وار ہے
کیا جانئے یہ جبر ہے یا اختیار ہے

یہ گوشۂ قفس کی فضا اور پیامِ گُل
اللہ اب کے سال بھی فضل بہار ہے

جب تک دھڑک رہا ہے زبانِ وفا ہے دل
جب ہوگیا خموش تو لوحِ مزار ہے

سجدہ ہے، آستاں سے اگر سر نہ اٹھ سکا
ہوش آگیا تو لغزشِ مستانہ وار ہے

میری نگاہ کرتی ہے تخلیق حسن کی
تیرا جمال عشق کا پروردگار ہے

Presented by Ziaraat.Com

ہے ایک انتظار مسلسل حیاتِ عشق
اور انتظار حاصل صدا انتظار ہے

کوکبؔ مری نگاہ میں ہے رازِ کائنات
ہر ذرہ ان کے حسن کا آئینہ دار ہے

Presented by Ziaraat.Com

غزل

ہنس لو مری وحشت پر ہنسنے کا زمانہ ہے
لاشے پہ مرے اک دن روتے ہوئے آنا ہے

آنکھیں تو ہوں اس قابل جلوے کو خدا رکھے
ٹھہرو ابھی دنیا کو نظروں سے گرانا ہے

روئے کہ ہنسے کوئی اس حوصلہ دل پر
ان کو بھی محبت کے رستہ پہ لگانا ہے

آئی ہے بہار اے پھر دور خزاں ہوگا
دو دن کو نشیمن میں کیا آگ لگانا ہے

لو روپ نیا بدلا اس دردِ محبت نے
دل سے جو مرے لب تک آیا تو فسانہ ہے

Presented by Ziaraat.Com

طوفاں صفت اٹھے تھے اور گرد صفت بیٹھے
چکر میں ہے خاک اپنی آنا ہے نہ جانا ہے

آسان نہیں کوکبؔ تکمیل محبت کی
آسانی و مشکل کا احساس مٹانا ہے

Presented by Ziaraat.Com

غزل

اہل جفا جفاؤں سے دنیا ہلا گئے
اہل وفا وفاؤں کے طوفاں اٹھا گئے

تڑپا کے روح فتنہ خفتہ جگا گئے
وہ مجھ کو زندگی کا نیا رخ دکھا گئے

نظروں سے دور ہو کے دلوں میں سما گئے
جتنے تھے دور اتنے ہی نزدیک آ گئے

دی دعوتِ نگاہ تو جلوہ دکھا گئے
رخ سے نقاب اٹھا کے وہ دنیا پہ چھا گئے

جب ہوش تھا تلاش میں ناکام ہی رہے
کھوئے گئے جو ہوش تو ہم ان کو پا گئے

Presented by Ziaraat.Com

منزل تھی آخری یہ مری جذبِ شوق کی
کھنچ کر وہ لامکاں سے مرے دل میں آگئے

اے جذب عشق تو بھی تھا کس راہ پر رواں
دنیا کے رنج و غم مرے حصہ میں آگئے

کیسی کشش تھی حضرت عیسیٰ کے عشق میں
انکار دید کرکے وہ جلوہ دکھا گئے

کوکبؔ جو حق پرست تھے کعبہ کو چل دیئے
باطل پرست دیر کی منزل میں آگئے

Presented by Ziaraat.Com

غزل

عشق میں ہوش ہے دیدار کے خواہاں ہوں گے
ہم تو انسان ہیں آئینے بھی حیراں ہوں گے

تیرے دیوانوں سے آباد بیابیاں ہوں گے
پھر بہار آئے گی پھر چاک گریباں ہوں گے

ہم اگر چاہیں خزاں میں بھی تو آجائے بہار
رنگ دے دیں گے تو کانٹے بھی گلستاں ہوں گے

عشق صادق ہے ہمارا تو اجالا ہوگا
تو کہاں ہوگی جہاں ہم شب ہجراں ہوں گے

وہ یہ کہتے ہیں کہ ظاہر نہ ہوں الفت کے نقوش
میں یہ کہتا ہوں کہ چہرے سے نمایاں ہوں گے

Presented by Ziaraat.Com

تم اگر چاہو تو اٹھ جائیں حجابات نظر
مجھ کو مشکل سے ہے مشکل تمہیں آساں ہوں گے

آپ کچھ دیں کہ نہ دیں دل تو مرا رکھ لیجئے
خود نکل جائیں گے جتنے مرے ارماں ہوں گے

جان تو تجھ پہ فدا کرتی ہے ساری دنیا
دیکھ تو کرکے اشارہ ہمیں قرباں ہوں گے

آج کوکبؔ بھی نکل آئے صنم خانے سے
آگیا خوفِ خدا اب تو مسلماں ہوں گے

Presented by Ziaraat.Com

غزل

بھڑکے تھے جو فراق کے شعلے بجھا لئے
آنکھوں پہ اپنا زور تھا آنسو بہا لئے

نقش وفا دکھائیں گے دل اپنا چیر کر
وقت آنے دو بتائیں گے بیٹھے ہیں کیا لئے

ہوں کشمکش میں مرنے کی جی چاہتا نہیں
پچھلے گناہ سامنے ہیں آئینہ لئے

شکوے کی کیا مجال ہے سجدے ہیں شکر کے
اس کے دیئے ہوئے ہی تو تھے غم اٹھا لئے

اس کا کرم کہوں کہ تصرف ہو عشق کا
حائل جو بیچ میں تھے وہ پردے اٹھا لئے

Presented by Ziaraat.Com

دیکھیں گے دل کی آنکھوں سے دیکھیں گے آپ کو
ہم نے بھی اب چراغ محبت جلا لئے

اب سیر باغ نظم ہو گلگونِ فکر پر
کوکبؔ جوابِ تختِ سلیماں نکالئے

Presented by Ziaraat.Com

غزل

خفا وہ ہیں تو سبھی ہوگئے ہیں برہم سے
بنایا عشق نے بیگانہ ایک عالم سے

ہے زندگی کا مزہ اس کے ظلم پیہم سے
کہیں وہ درد کی لذّت نہ چھین لے ہم سے

امیدوارِ رہائی تو مرگئے غم سے
چراغ جلتا ہے زنداں میں اک مرے دم سے

اُسی سے کیا ہے ، شکایت ہے ایک عالم سے
کہاں ہے درد کوئی پوچھتا نہیں ہم سے

نگاہ پھیر کے کیا ہوگا لطف پیہم سے
سکھادیا ہمیں وابستہ ہوگئے غم سے

کیا ہے عشق نے وابستہ ایسے عالم سے
نہ ہم کسی سے ہیں واقف نہ کوئی ہے ہم سے

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

چراغ بزم کا ہوں

کوکبؔ آفندی

خفا نہ ہوتے تو اک بات پوچھ ہی لیتے
کہ زندگی سے ہیں ہم یا ہے زندگی ہم سے

ترے خیال نے پہنچادیا کہاں سے کہاں
ہوا ہوں کیسا سبکدوش دونوں عالم سے

کہاں ہیں آئیں محبت سے روکنے والے
نظر ملائیں نہ ہوجائیں وہ کہیں ہم سے

ڈبوؤ یا کہ تراؤ تمھیں پہ ہے موقوف
اٹھے گا اب کوئی طوفان چشم پرنم سے

قفس میں رہ کے بھی کیا یاد آشیاں کرتے
یہاں پہ آکے تو فرصت ملی نہیں غم سے

چراغ بزم کا ہوں آسماں پہ ہوں کوکبؔ
یہ کائنات کی رونق تو ہے مرے دم سے

غزل

یہ دنیا ہے دنیا پہ اس کے سہارے
مرے جاتے ہیں ہم تو جینے کے مارے

محبت میں رقصاں ہیں یہ چاند تارے
سب ان کیلئے پھرتے ہیں مارے مارے

کنائے ہیں ان کے نہ ان کے اشارے
کہاں جائیں گے اب محبت کے مارے

جسے تم نے لوٹا دیا اپنے در سے
کہاں جائے وہ اور کس کو پکارے

کب آئے گی منجدھار میں میری کشتی
چلی جارہی ہے کنارے کنارے

Presented by Ziaraat.Com

[illegible]

[illegible]

[illegible]

Presented by Ziaraat.Com

غزل

نہ ہو جو پختہ کار اتنا وہ کیا راز نہاں سمجھے
محبت میں جو کامل ہو محبت کی زباں سمجھے

تمہارے ہر ستم کو راحت روح رواں سمجھے
جفاؤں کو تمہاری ہم وفا کا امتحاں سمجھے

تری ترچھی نظر کو نشتر رگ ہائے جاں سمجھے
خلش جو دل میں ہوتی ہے اسے راحت رساں سمجھے

ازل سے مرد میداں ہیں ہم اس راہ حقیقت کے
جو ناواقف ہو کیا اس عشق کے راز نہاں سمجھے

شب غم کس طرح کس درد سے نالے کئے میں نے
سمجھنے والا کوئی ہو تو میری داستاں سمجھے

Presented by Ziaraat.Com

ستم کرتے رہیں وہ یہ بھی ان کی مہربانی ہے
یہ اپنا حوصلہ نامہرباں کو مہرباں سمجھے

زمانہ کو سکھادی ہم نے خودداری محبت میں
بیاباں کو چمن سمجھے قفس کو آشیاں سمجھے

محبت میں تصدق ہو رہے ہیں شمع محفل پر
کہ جل مرنے کو پروانے حیات جاوداں سمجھے

روش اپنی نہیں بدلی کبھی راہ محبت میں
تمہیں سمجھایا دنیا بھر نے کوکبؔ تم کہاں سمجھے

Presented by Ziaraat.Com

غزل

خواب و خیال ہوگئیں باتیں شباب کی
ایسی مجھے امید نہ تھی انقلاب کی

زاہد یہ منزلت ہے ہماری شراب کی
شیشے پہ پڑ رہی ہے نظر آفتاب کی

پیش نظر ہے بحر میں شکل انقلاب کی
گویا ہے موج لوح طلسم حباب کی

کچھ قطع ہے عجب مرے عہد شباب کی
ہر چند جاگتا ہوں پہ حالت ہے خواب کی

اس شوخ نے بلند کیا جب ہلال تیغ
تھرّا گئی فلک پہ سپر آفتاب کی

Presented by Ziaraat.Com

بعدِ مہِ صیام دن آیا ہے عید کا
ساقی سبیل آج لگادے شراب کی

جو واقعات گزرے تھے اب یاد بھی نہیں
کیفیتِ شباب بھی باتیں تھیں خواب کی

اپنی شب شباب کی کیا کیفیت کہوں
تعبیر پوچھتے ہیں وہ بچپن کے خواب کی

نازک لبوں کی اور ترے کیا کروں ثنا
پتی پہ ہے دھری ہوئی پتی گلاب کی

الجھا ہے جاکے گیسوئے پیچان یار سے
شامت ہی آگئی دل خانہ خراب کی

Presented by Ziaraat.Com

للّٰہ ابروؤں کو چڑھا کر نہ دیکھئے
یہ آیتیں ہیں مُصحفِ رُخ میں عذاب کی

سوز دروں سے شمع نے سیکھا گدازِ دل
بجلی نے شان اڑائی مرے اضطراب کی

وہ بھی گھڑی تھی کونسی اے صانعِ ازل
رکھی تھی جب بنا دلِ خانہ خراب کی

محشر تو دن ہے وعدۂ دیدار یار کا
یہ اور کس نے شاخ لگا دی حساب کی

کس طرح نیند آئے گی کوکبؔ شب فراق
تصویر پھر رہی ہے کسی کے شباب کی

Presented by Ziaraat.Com

غزل

قضا سے ساز کرکے بند کرتے ہو زباں میری
خدا چاہے تو خود کہتے پھروگے داستاں میری

ابھی بے شک تمہاری داستاں ہے اور زباں میری
مگر اک دن زباں ہوگی تمہاری داستاں میری

جہاں کا ذرہ ذرہ جذب کرلے گا فغاں میری
کروگے بات تم جس سے سنو گے داستاں میری

بدل دی تو نے اتنی شکل اے دردِ نہاں میری
مجھی سے لوگ اب کہنے لگے ہیں داستاں میری

تمہارا نام لے کر تکملہ کردوں فسانے کا
ابھی رہنے دو دم بھر میرے قابو میں زباں میری

Presented by Ziaraat.Com

انہیں ہے فکر اس کی میرے کوچہ میں نہ دم توڑے
مجھے ہے سوچ اس کی قبر بنتی ہے کہاں میری

نشیمن میں چمن ہی کے ہیں سب اجزائے ترکیبی
چمن پر بار ہے کیوں پھر بنائے آشیاں میری

نیا دور فلک بدلو نئی طرحِ زمن ڈالو
ابھی رہنے دو ہستی اور صرفِ امتحاں میری

زیارت گاہ عالم ہوگا زنداں میرے مرنے پر
یہیں میرے لہو سے دھو کے رکھ دو بیڑیاں میری

اب افسردہ دلی میں فرد ہوں پژمردہ خاطر ہوں
وہ ذوق و شوق کوکبؔ وہ محبت اب کہاں میری

Presented by Ziaraat.Com

غزل

کس کی ہمت ہے کوئی اس سے بچالے دل کو
ہم نے خود کردیا قاتل کے حوالے دل کو

پڑگئے مفتِ خدا جان کے لالے دل کو
تو نے کیا کردیا، او دیکھنے والے دل کو

دیکھئے جان کے پڑجائیں نہ لالے دل کو
آپ نے چھیڑدیا کیوں مرے آلے دل کو

ہو یہ صورت تو نہ ہوں جان کے لالے دل کو
آئینہ اپنا وہ دلدار بنالے دل کو

Presented by Ziaraat.Com

آہیں فرقت میں ہوا کرتی ہیں بھالے دل کو
سوزِ دل بن کے جلادیتے ہیں نالے دل کو

او کماندار امانت سے خبردار اپنی
کردیا ہے ترے ناوک کے حوالے دل کو

کیسے اب اپنا جگر تھاموں کہ آنسو پونچھوں
دونوں ہاتھوں سے تو پھرتا ہوں سنبھالے دل کو

ہے نصیبوں کا جلا میری طرح سے یہ بھی
ملتے ہیں عشق کے انعام میں چھالے دل کو

دیکھنا چاہے اگر عشقِ محبت کی بہار
کھائے وہ داغ کہ اک باغ بنالے دل کو

Presented by Ziaraat.Com

منزلِ عشق و محبت بھی عجب منزل ہے
آپ اس راہ میں سنبھلے کہ سنبھالے دل کو

کس طرح آپ کو آئے مری باتوں کا یقیں
کس طرح دل میں کوئی آپ کے ڈالے دل کو

بزمِ ہستی میں مقدم ہے صفائے باطن
آئینہ گر ہے تو آئینہ بنالے دل کو

کیا کہیں آہ وہ کوکبؔ دلِ مرحوم اپنا
پوچھنے آئے ہیں اب پوچھنے والے دل کو

Presented by Ziaraat.Com

غزل

کون کہتا ہے کہ مجھ میں جذبۂ کامل نہیں
میں ادھر ہوں وہ ادھر پردہ کوئی حائل نہیں

خود گریباں چاک ہیں میری اڑاتے ہیں ہنسی
کون ہے جو اُس نگاہِ ناز کا بسمل نہیں

جبر ہے یا اختیار اب تو پرائے بس میں ہے
ناز تھا جس پر ہمیں اب وہ ہمارا دل نہیں

عشق کی مجبوریاں اور حسن کی شہ زوریاں
کون ہے کس کو سناؤں کوئی اہلِ دل نہیں

Presented by Ziaraat.Com

ناخدا اب تو خدا پر تو بھی کشتی چھوڑ دے
ہر طرف طوفاں ہی طوفاں ہے کہیں ساحل نہیں

کیا کہو گے سوچ لو آئے گا روز باز پرس
امتحاں ہے جان دے دینا تو کچھ مشکل نہیں

سب کی نظریں ہیں مجھی پر میرے حال زار پر
میری محفل ہے یہ اب، اب یہ تری محفل نہیں

Presented by Ziaraat.Com

غزل

سجدے میں جس نے سر دیا اس پہ تو ہم نثار ہیں
رہروِ راہِ عاشقی کہنے کو یوں ہزار ہیں

گرچہ خیال یار سے ہجر میں ہمکنار ہیں
بھول نہ جائے وہ ہمیں اس لئے بیقرار ہیں

آنکھیں کہاں سے لائیں ہم جلوے تو آشکار ہیں
ابر میں برق زن وہی باغ میں وہ بہار ہیں

مٹنا تھا ہم کو مٹ گئے دے کے وفا کا امتحاں
آپ ہماری خاک پر کس لئے اشکبار ہیں

آج وہ خارِ دشت ہمیں کل جو چمن میں پھول تھے
تخت پہ جلوہ گر جو تھے اب وہ تہہ مزار ہیں

Presented by Ziaraat.Com

دل میں نہیں ہیں آبلے دفن ہیں ان میں حسرتیں
داغ جگر نہیں ہیں یہ شمع سر مزار ہیں

سینہ میں دل نہیں ہے یہ ہے یہ فراز آسماں
داغ وہ دے رہے ہیں ضو شمس و قمر نثار ہیں

ہنستے تھے مجھ جو پہ جو کبھی اٹھتی ہیں ان پہ انگلیاں
وہ بھی کسی پہ مر مٹے اب تو وہ بیقرار ہیں

زہد میں نام تھا بہت حضرت کوکبؔ آپ کا
توبہ شکست ہوگئی پھر وہی بادہ خوار ہیں

Presented by Ziaraat.Com

غزل۔۱

وہ دیکھتا ہے مجھے اب یہ دیکھتا ہوں میں
یہ میرا ظرف محبت پہ چھا گیا ہوں میں

مٹائیں گے وہ مجھے کیا مٹا ہوا ہوں میں
ستم کریں گے کہاں تک یہ دیکھتا ہوں میں

اسی کا نام ہے الفت مری جسارت دیکھ
تری طلب ہے مجھے تجھ سے مانگتا ہوں میں

جہاں بنایا نشیمن وہیں گری بجلی
جلاؤ اور جلاؤ پھُکا ہوا ہوں میں

زمانہ بھر ہی کو تم نے دکھادیا جلوہ
کسی نے دیکھا ہے، جس طرح دیکھتا ہوں میں

Presented by Ziaraat.Com

اٹھایا اس نے بھی محفل سے اب کہاں جاؤں
نگاہِ یاس سے ہر سمت دیکھتا ہوں میں

بتو یہ ناز یہ انداز ظلم بے پایاں
ڈرو خدا سے ڈرو بندۂ خدا ہوں میں

ہر ایک شے میں نظر آرہا ہے تو مجھ کو
جب اپنے آپ کو کھویا تو پاگیا ہوں میں

پھر اس کی کنہِ حقیقت سمجھ میں آئے گی
میں اپنے آپ کو پہلے تو جانوں کیا ہوں میں

وہ مانتے ہی نہیں ان سے کیا کہوں کوکبؔ
گناہ گار سمجھتے ہیں پارسا ہوں میں

Presented by Ziaraat.Com

غزل۔۲

تری نگاہ کے قرباں بتا کہ کیا ہوں میں
مجسمہ ہوں وفا کا کہ بے وفا ہوں میں

مری نظر میں تو ہی تو ہے دیکھتا ہوں میں
فنا سے پہلے ہی گم ہوگیا فنا ہوں میں

ہنسے زمانہ، محبت میں کھوگیا ہوں میں
تلاش اپنی ہے اور اس کو ڈھونڈھتا ہوں میں

نیا ہو ظلم نیا ہو ستم نئی بیداد
مٹاؤ اور مٹاؤ مٹا ہوا ہوں میں

وہ یاد اس کی فغاں شب کی اور تنہائی
زمانہ چین سے سوتا ہے جاگتا ہوں میں

Presented by Ziaraat.Com

تو آزما مجھے جتنا بھی آزمانا ہے
خوشی سے موج حوادث میں کھیلتا ہوں میں

اب اور کس سے کروں جا کے شکوۂ بیداد
ترا جواب یہ ہے صورت آشنا ہوں میں

کیا ہے شکوہ کبھی، ظلم تم کئے جاؤ
یہ جانتے تو ہو تم خوگر وفا ہوں میں

میں تیر کھانے کا عادی ہوں اور تو مشاق
شکست و فتح کسے ہوگی دیکھتا ہوں میں

ڈبوؤں یا کہ تراؤں یہ مجھ پہ ہے موقوف
رواں ہے کشتی عمر اپنی ناخدا ہوں میں

Presented by Ziaraat.Com

میں اپنی دھن میں ہوں کچھ بھی کہیں مجھے بندے
خودی نے چھوڑ دیا ہے مجھے خدا ہوں میں

اسی فراق میں ہوں اور بدل گئی دنیا
قفس کے خواب چمن میں بھی دیکھتا ہوں میں

اب آپ آئے ہیں کرتے ہیں پرسش احوال
حدود عشق سے اب تو گزر گیا ہوں میں

کبھی تھا میں متلاشی وہ چھپتے پھرتے تھے
مری تلاش میں اب وہ ہیں کھو گیا ہوں میں

سمجھ لوں کیسے اسے اور کیا کروں کوکبؔ
میں اپنے آپ کو سمجھا نہیں کہ کیا ہوں میں

Presented by Ziaraat.Com

غزل۔۱

یقین آئے تو کیسے آئے، ہوئیں تو ہیں بار بار باتیں
ہے ان کا وعدہ بھی کوئی وعدہ، ہیں ان کی بے اعتبار باتیں

رہیں وہ پردے میں اور نہ بولیں وہ وقت بھی تو ہے آنے والا
جب آمنا سامنا بھی ہوگا کریں گے روز شمار باتیں

کبھی قیامت کی چپ لگی ہے کبھی ہیں دل سے ہزار باتیں
یہی ہیں دنیائے عاشقی میں جنوں کی پروردگار باتیں

میں ان سے خود حال دل کہوں گا کریں گے کیا رازدار باتیں
کسی سے کہنا ہے کچھ نہ سننا ہزار منہ ہیں ہزار باتیں

ابھی تو ہر سمت خامشی ہے ابھی تو بے درد ہنس رہے ہیں
وہ دن بھی آئیں گے جب کریں گے کسی سے بے اختیار باتیں

Presented by Ziaraat.Com

سکوت، فریاد، بے قراری، جنون، اشکوں کی رو تبسم
ہماری بدنام کرنے والی یہی ہیں بس تین چار باتیں

ہمیں کو الزام دے گی دنیا ہمیں کو رسوا کرے گی دنیا
اُدھر ہے ظالم کی اک خموشی اِدھر ہماری ہزار باتیں

جفا کا شکوہ کرے وہ کیوں کر جسے بیانِ وفا نہ آئے
میں کیسے سمجھاؤں اپنا مطلب میں کس سے لوں مستعار باتیں

ہزار باتیں وہ کہہ رہے ہیں مگر ہے ذکر ان کی خامشی کا
اگر ہم اک لفظ منہ سے کہہ دیں بنائی جائیں ہزار باتیں

کسی سے تم کہہ رہے تھے لیکن ہمیں سے محفل میں تھے مخاطب
ہماری قسمت کی تھیں تمہارے حساب میں بے شمار باتیں

Presented by Ziaraat.Com

بیان دل کی طرف سے کچھ ہے زبان کچھ کہہ رہی ہے ان کی
یہی تو باتیں ہیں آدمی کے خیال کی پردہ دار باتیں

شعور ہی عشق کا الگ ہے مذاق ہی حُسن کا جدا ہے
وہ شام غم کا سا میرا لہجہ، وہ ان کی صبح بہار باتیں

یہی حقیقت کی تلخیاں کل گلے سے اتریں گی شہد ہوکر
یہی گوارا کرے گی دنیا جو آج ہیں ناگوار باتیں

وہ کہہ رہے ہیں وہ سن رہے ہیں امیدیں بیدار ہورہی ہیں
چھڑا ہے الفت کا ساز کوکبؔ خدا کرے سازگار باتیں

Presented by Ziaraat.Com

غزل۔۲

کروں گا ان سے میں خود کروں گا کریں گے کیا راز دار باتیں
سنیں گے مجھ سے وہی سنیں گے مگر سلیقہ سے چار باتیں

قدم بڑھاتا ہوں کچھ کہوں میں، مگر یہ بھی ہے خیال رکھنا
بھرم نہ کھل جائے عاشقی کا، انہیں نہ ہوں ناگوار باتیں

کھنچے کھنچے سے وہ مل رہے ہیں امید بھی ان سے کر رہا ہوں
کبھی تو ہو عشق کار فرما کبھی تو ہوں سازگار باتیں

جو دل میں آیا وہی کریں گے اسی کی چوکھٹ پہ سر دھریں گے
ہمیں ہے دنیا سے واسطہ کیا، ہزار منہ ہیں ہزار باتیں

ہر ایک کو عشق کا ہے دعویٰ، زمانہ مجنوں بنا ہوا ہے
چمن میں وہ گل کھلا رہے ہیں، ہیں ان کی باغ و بہار باتیں

Presented by Ziaraat.Com

سنے گا کیا کوئی میری باتیں سمجھ میں آئے گا کیا کسی کے
وہی جنوں اور وہی محبت وہی ہیں دیوانہ وار باتیں

میں ہوں مخاطب ادھر خموشی زمانہ نگراں فلک مخالف
ابھی محبت کے پھول برسیں کرے جو وہ گلعذار باتیں

چھپی ہوئی ہے مری محبت وہ جانتے ہی نہیں ہیں مجھ کو
اب اس سے آگے بڑھو گے کوکبؔ کریں گی راز آشکار باتیں

Presented by Ziaraat.Com

غزل

مدہوش و مست ہی تھے جب آئے وہاں سے ہم
دھڑکوں میں اب ہیں جائیں گے کیسے یہاں سے ہم

وابستہ ہوگئے ہیں ترے آستاں سے ہم
اب نقش ہی بٹھا کے اٹھیں گے یہاں سے ہم

رقصاں ہیں اس لئے کہ اٹھیں درمیاں سے ہم
تنگ آگئے زمین سے اور آسماں سے ہم

ہم سوچتے ہی رہ گئے اور لٹ گئی بہار
کانٹے چنیں کہ پھول چنیں بوستاں سے ہم

در در کی ٹھوکریں ہیں کہاں جائیں کیا کریں
گُم ہیں، ہوئے ہیں جب سے جُدا آشیاں سے ہم

Presented by Ziaraat.Com

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible] [illegible]

Presented by Ziaraat.Com

غزل۔۱

یہ ابتدا ہے رنگ ابھی ہے مجاز کا
نغمہ سنیں گے ہم بھی حقیقت کے ساز کا

حد نیاز ہو چکی ہے وقت ناز کا
پردہ وہ خود اٹھائیں گے اب آ کے راز کا

خنجر بکف وہ ہیں میں جھکائے ہوں اپنا سر
ہے کیف ان کو ناز کا مجھ کو نیاز کا

دیوانہ وار جاتا ہوں منزل ہے عشق کی
ہر ہر قدم پہ خوف ہے افشائے راز کا

دنیا کو کیوں سناؤں جو کہنا ہے آپ سے
گوشہ نکالئے کوئی راز و نیاز کا

جو دیکھتا ہوں میں اسے دنیا نہ دیکھ لے
دیوانگی اٹھا دے وہ پردہ نہ راز کا

Presented by Ziaraat.Com

کیوں قلب کھنچ رہے ہیں جو اس کا نہیں وجود
آواز تو اسی کی ہے پردہ ہے راز ہے

آئے ہیں ہم جہاں سے وہیں کی ہے دھن ہمیں
محفل کا کیا، خیال ہے محفل طراز کا

ان کو بھی رحم آ گیا کوکبؔ کے حال پر
انداز بھی تو ہوتا ہے کچھ سوز و ساز کا

Presented by Ziaraat.Com

غزل۔۲

بدلے نہ رخ کہیں نگہہ امتیاز کا
میں تار چھیڑتا ہوں محبت کے ساز کا

تیوری پہ ان کی بل ہے نظر میری سجدہ ریز
کیا رنگ ہے جہاں کے نشیب و فراز کا

دنیا کو کیا خبر کہ محبت میں ایک ہے
مفہوم ان کے ناز کا میرے نیاز کا

جن سے بچھڑ گیا تھا وہ پہچانتے نہیں
مارا ہوا ہوں منزل دور و دراز کا

کیا کیا نزاکتیں ہیں محبت کی راہ میں
ہر ہر قدم پہ خوف ہے افشائے راز کا

وہ دن بھی تھے حجاب حقیقت میں تھا مجاز
اب کچھ حقیقتوں پہ ہے پردہ مجاز کا

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

ملتی نہیں اجازت عجز و نیاز بھی
اللہ رے غرور کسی مست ناز کا

اس حد سے لیکے بڑھ گیا آگے ترا خیال
سجدے کی اب نہ فکر نہ غم ہے نماز کا

کیا عشق کی شکست کا سامان کرگیا
دل دیدنی تھا حسن کے آئینہ ساز کا

محفل میں بیٹھنے کی جگہ تک نہیں مگر
چپ ہوں مزاج دیکھ کے محفل نواز کا

کوکبؔ کسی کے سامنے جھکتا نہیں یہ سر
بندہ ہوں میں بھی ایک ہی بندہ نواز کا

غزل

اب آئے ہو تو بسمل کا تماشہ دیکھ کر جانا
تڑپنا، لوٹنا، شیرازۂ ہستی بکھر جانا

جنوں کہتی رہے دنیا جنوں میں کام کرجانا
اسی کے در پہ جاکر پھوڑنا سر اور مرجانا

بہت آسان ہے ہم کو رہ منصور پر جانا
یہ ننگِ عاشقی ہے عشق کی حد سے گزرجانا

ابھی جیتے ہیں لیکن منتظر ہیں وقت کے ہم بھی
اشارہ کرکے دیکھو تو ہمیں آتا ہے مرجانا

یہ جزر و مد ہے نظروں کا تو بیڑا پار کیا ہوگا
کبھی چڑھنا نگاہوں پر کسی کی پھر اترجانا

رہِ الفت میں یہ عالم ہے کھائی جس جگہ ٹھوکر
وہیں پر کرلیا سجدہ اسی کو سنگ در جانا

Presented by Ziaraat.Com

شب فرقت میں کیسا لطف ہے پوچھے کوئی ہم سے
وہ محویت کا عالم اور وہ سجدوں میں سر جانا

کیا قاتل پہ دل صدقے رکھا خنجر کے سر نیچے
نہ اپنے دل کو دل سمجھا نہ اپنے سر کو سر جانا

چلو اب کربلا کوکبؔ یہی ہے وقت جانے کا
تمہاری زندگی ہوجائے گی روضہ پر مرجانا

Presented by Ziaraat.Com

غزل

چارہ گر حال وہ پوچھیں تو کچھ ایسا کہنا
میری بگڑی ہوئی حالت کو تماشا کہنا

اپنے دل کو مجھے زیبا نہیں اچھا کہنا
آپ کی نذر کے قابل ہے تو پھر کیا کہنا

خوب ہے مجھ کو برا غیر کو اچھا کہنا
ہے بہ بہرحال بجا آپ کا بس کیا کہنا

مجھ سے مشکل ہے کہ جھوٹے کو بھی جھوٹا کہہ دوں
تم کو آسان ہے سچے کو بھی جھوٹا کہنا

فخر اوروں کیلئے ہو مجھے منظور نہیں
جذبۂ عشق کو فطرت کا تقاضا کہنا

اپنا دل اپنی زباں اپنا مکاں اپنی لحد
اب انہیں بھی مجھے سجتا نہیں اپنا کہنا

Presented by Ziaraat.Com

عالم عشق دو عالم سے جدا ہے شاید
دین کہنا اسے موزوں ہے نہ دنیا کہنا

تیرے وعدے کی نوازش مرے سر آنکھوں پر
فرق اے دوست بہت رکھتا ہے کرنا کہنا

مجھ کو بھی عشق مکمل کا لقب دے ہی گیا
ان کا اپنے لئے خود حسن سراپا کہنا

اور کرتا ہے گنہگارِ تمنا کوکبؔ
بیوفا کا مجھے بدنام تمنا کہنا

Presented by Ziaraat.Com

غزل

آنکھوں سے دل ہوا جو نمایاں کبھی کبھی
شرما گیا ہے جلوۂ جاناں کبھی کبھی

یوں بھی ہوا ہے عشق کا احساں کبھی کبھی
کافر بھی ہوگئے ہیں مسلماں کبھی کبھی

اکثر خودی کے ساتھ بہت کم خدا کے ساتھ
اپنے کو بھول جاتا ہے انساں کبھی کبھی

اس عشق بے پناہ سے اللہ کی پناہ
دیکھا ہے جس نے حسن کو حیراں کبھی کبھی

انداز خود فرامشی عشق دیکھ کر
ہوتا ہے ناز حسن پشیماں کبھی کبھی

ان کی عنایتیں بھی قیامت سے کم نہیں
ہوتا ہے جان دینے کا ارماں کبھی کبھی

Presented by Ziaraat.Com

کیا پوچھتے ہو، خونِ شہیداں کی برکتیں
رشک چمن بنے ہیں بیاباں کبھی کبھی

میری نگاہ شوق کی گردش کے ساتھ ساتھ
کل کائنات ہوتی ہے رقصاں کبھی کبھی

کچھ بے نیازیوں کی روش کم تو ہوگئی
کوکبؔ نظر پڑے ہیں غزلخواں کبھی کبھی

Presented by Ziaraat.Com

غزل

عشق بھی چشم پری رویاں کا ہے دل سے مجھے
خوف بھی آتا ہے پر آشوب منزل سے مجھے

منہ دکھا دیجے نکل کر پردہ دل سے مجھے
حشر کے دن تو ملیں گے آپ مشکل سے مجھے

تم تو دل کو کھیل سمجھے ہو تمہارا کھیل ہے
زندگی ہے دل سے میری عیش ہے دل سے مجھے

تنگ آ کر کہنے لگتا ہوں جو میں دل کو برا
وہ سمجھتے ہیں عداوت ہوگئی دل سے مجھے

ماں کا تو پان بھی اب جان ہوتا ہے بہت
غم سے بھی ہوتی خوشی دیتے جو غم دل سے مجھے

دل مرا لے کر بتِ کافر کی شوخی دیکھئے
مجھ سے کہتا ہے کہ اب چاہو گے کس دل سے مجھے

Presented by Ziaraat.Com

آپ ہی تھے مقصدِ دل آپ ہی سے دل کھنچے
آپ ہی نے دور رکھا مقصدِ دل سے مجھے

کیا اسی منہ سے دیا تھا آپ نے قولِ وفا
آپ نے اپنا بنایا تھا اسی دل سے مجھے

دل وہی ہے میں وہی ہوں یہ ستم کیا ہوگیا
اب نہ الفت دل کو ہے مجھ سے نہ رہے دل سے مجھے

دن میں جو گزری تھی شب بھر اس کو دہرایا کیا
اک کہانی رات بھر کہنی پڑی دل سے مجھے

وہ یہ کہتے ہیں کہ دل سے ہے مرا عہدِ وفا
میں یہ کہتا ہوں یقین آتا نہیں دل سے مجھے

غیر کا جب دخل دیکھوں گا نہ کوکبؔ بزم میں
تب میں جانوں گا کہ الفت ہے انہیں دل سے مجھے

Presented by Ziaraat.Com

غزل

کچھ جھکایا تو ہے اس کو آہ کی تاثیر نے
پر زمیں اب تک نہیں دیکھی ہے چرخِ پیر نے

دل دکھایا آہ اس صورت میں بھی تقدیر نے
خوب رلوایا کسی ہنستی ہوئی تصویر نے

اف ری مایوسی کہ زنداں کے نگہباں رو دیئے
سر جھکا کر کہہ دیا کیا قیدی زنجیر نے

نقش فانی تھا جسے سمجھا تھا رنگ مستقل
کہہ دیا ہنستے ہوئے ہر پیکر تصویر نے

سن کے میرا قصہ غم ہنس دیا وہ سنگ دل
خون رلوایا مجھے پہروں تری تقریر نے

Presented by Ziaraat.Com

کیا یہ مطلب ہے کہ پھانسی دے کے پھر کاٹوں گلے
پاس اک ڈورا بھی رکھا ہے تری شمشیر نے

اتنے تنتے ہو جو اک بے کس کے دل کو چھید کر
کیا یہ سمجھے چادر فولاد توڑی تیر نے

وہ جنوں میں کام آیا اور نہ یہ دل میں بسا
نوک کی نشتر نے لی، پرخاش رکھی تیر نے

دل کو حسرت تھی محبت میں وہاںِ زخم کی
بات میری خلق میں رکھ لی زبان تیر نے

حضرت موسیٰ کی لکنت آگئی حق کو پسند
بات سلجھائی ہے کیا الجھی ہوئی تقریر نے

میں تو ان دونوں کا کوکبؔ عشق میں مجنون ہوں
حسرتیں شمشیر نے ارماں نکالے تیر نے

Presented by Ziaraat.Com

نامکمل غزل کے تین اشعار

آگ میں جائیگا اک روز یہی ذوق گناہ
یہی اعمال بدل جائیں گے زنجیروں میں

حشر میں شور اٹھا میری خود آرائی کا
عشق لایا جو پنہائے ہوئے زنجیروں میں

وہ مسلمان مسلمان تھے دیدیں جانیں
کیسے سجدے کئے چلتی ہوئی شمشیروں میں

Presented by Ziaraat.Com

اپنی ایک غزل پر تضمین

جذبۂ عشق سلامت ہے تو تاثیر بھی ہے کیا کہوں پیش نظر یار کی تصویر بھی ہے
آخر اس خواب کی میرے کوئی تعبیر بھی ہے جب کہا میں نے کوئی وصل کی تدبیر بھی ہے
ہنس کے فرمایا کہ ایسی تری تقدیر بھی ہے

انکی محفل میں بھلا کیسے رہے عاشق زار مورد لطف و کرم کیسے بنے عاشق زار
سینکڑوں آفتیں ہیں کیسے سہے، عاشق زار اتنے حربے ہوں تو کس کس سے بچے عاشق زار
غمزۂ وناز بھی ہیں تیر بھی شمشیر بھی ہے

میری جانب تو نہ کر بدنظری پیر فلک پھونک دے تجھ کو نہ آہ جگری پیر فلک
تو نے جانا ہے کہ میں ہوں سفری پیر فلک نہ سمجھ مجھ کو چراغ سحری پیر فلک
میں بھی باقی ہوں ابھی آہ میں تاثیر بھی ہے

کچھ تو تسکیں ہو مری گر مری قسمت ہو جائے ہجر کی ختم اسی طرح مصیبت ہو جائے
کوئی تو میرے لئے وصل کی صورت ہو جائے دل سے یہ دونوں چلے جائیں تو خلوت ہو جائے
حسرت ویاس بھی ہے اور تری تصویر بھی ہے

وہ یہ کہتے ہیں بچاتا ہے نشانہ کیسے شوق سے سینہ پہ کھاتا ہے نشانہ کیسے
ہم بھی دیکھیں کہ لگاتا ہے نشانہ کیسے دل عاشق کا اڑاتا ہے نشانہ کیسے
تیرے ترکش میں کماندار کوئی تیر بھی ہے

Presented by Ziaraat.Com

ساری دنیا تو یہی جانتی ہے شاد ہیں ہم داد کیا دے گا کوئی طالب بیداد ہیں ہم
باغ عالم میں فقط ایک ہی ناشاد ہیں ہم خواب غفلت میں یہ جانا تھا کہ آزاد ہیں ہم
آنکھ کھلتے ہی کھلا پاؤں میں زنجیر بھی ہے

مدتوں ہجر کا غم کھایا گیا رنج سہا عوض اشک بہت خون دل آنکھوں سے بہا
کبھی ملتے بھی نہ تھے اور رہے بھی اک جا میں نے وعدہ جو انہیں یاد دلایا تو کہا
آپ کے پاس ہماری کوئی تحریر بھی ہے

ہائے غیروں کے مقدر میں وفائیں لکھ دیں اور مری عشق کے دفتر میں خطائیں لکھ دیں
جتنی بھی ہوتی ہیں ساری ہی سزائیں لکھ دیں میری قسمت میں حسینوں کی جفائیں لکھ دیں
خط تقدیر میں کچھ شوخی تحریر بھی ہے

عشق میں رنج سہے صدمے اٹھائے کیا کیا نہیں جو ہوتا ہے وہ ہو گیا قسمت کا لکھا
ان کے آگے بھی مرے دل کا دھڑکنا نہ گیا میں تو سمجھا تھا انہیں دیکھ کے چین آئے گا
وہی آہیں ہیں وہی نالہ شبگیر بھی ہے

سلسلے ٹوٹ گئے رنج و غم و درد کے سب راحت و عیش کے پیدا ہوئے اک بار سبب
شکر کی جا ہے کہ سب میرے بر آئے مطلب اپنی قسمت پہ مجھے ناز نہ ہو کیوں کوکبؔ
چاندنی رات بھی ہے وہ بت بے پیر بھی ہے

Presented by Ziaraat.Com

سہرا برائے برادرم نوشہ مرزا صاحب آفندی

نہ ہو پھر کس طرح، مرغوب اہل انجمن سہرا
سرِ نوشاہ پر کیا کیا دکھاتا ہے پھبن سہرا

مرادیں دل کی بر آئیں، خدا نے دن یہ دکھلایا
ہے سر پر پانچ لڑیوں کا بہ فیضِ پنجتن سہرا

تری شادی کی ایسی دھوم ہے سارے زمانے میں
بشر ہی اک نہیں، گاتے ہیں مرغان چمن سہرا

بچانا اس کو یارب حاسدوں کی ترچھی نظروں سے
دکھاتا ہے سر نوشاہ پر کیا بانکپن سہرا

Presented by Ziaraat.Com

کروں تعریف دونوں کی، برابر ہیں مجھے دونوں
گل باغ وفا دولہا ہے اور رشک چمن سہرا

شامِ جاں معطر ہوگیا سب کا جو خوشبو سے
لئے پھرتا ہے اپنے ساتھ کیا سارا چمن سہرا

گل مضموں یہ کوکبؔ نے بڑی مشکل سے گوندھا ہے
تمہارے واسطے یہ مجتبیٰ رشک چمن سہرا

Presented by Ziaraat.Com

سہرا برائے برادر معظم مرزا بادشاہ علی صاحب کوتوال کا سگنج

بنایا ہے گل مضموں سے ہم نے گوندھ کر سہرا
نئی ترکیب ہے دیکھیں ذرا اہل نظر سہرا

ہوا شہرۂ یہاں تک تیری شادی کا کہ زہرہ نے
فلک سے آن کر محفل میں گایا تیرے گھر سہرا

ترقی نور کی دیکھو تجلی پر تجلی ہے
ہے دولہا آفتابِ حسن اور رشکِ قمر سہرا

رخ انور پہ نوشہ کے نہ ڈالے بدنظر کوئی
اسی باعث سے تو ہٹتا نہیں ہے لمحہ بھر سہرا

Presented by Ziaraat.Com

بہت سی حسرتیں نکلیں، بہت ارمان ہوں پورے
رخ زیبا سے دم بھر کو سَرَک جائے اگر سہرا

کروں تعریف کس کس کی برابر ہیں مجھے دونوں
ہے دولہا آنکھ کا تارا تو ہے نور نظر سہرا

یہ ہیں دل چسپیاں سہرے کی، سیری ہی نہیں ہوتی
تقاضا دل کا ہے، دیکھا کرو شام و سحر سہرا

مبارک ہو مبارک ہو، بنا ہے بادشا نوشہ
نچھاور کیلئے لایا ہے اپنے ساتھ زر سہرا

مرے ہر شعر پہ وجد آئے گا ہر اہل محفل کو
مرے سہرے کی دیگا داد کوکبؔ، جھوم کر سہرا

Presented by Ziaraat.Com

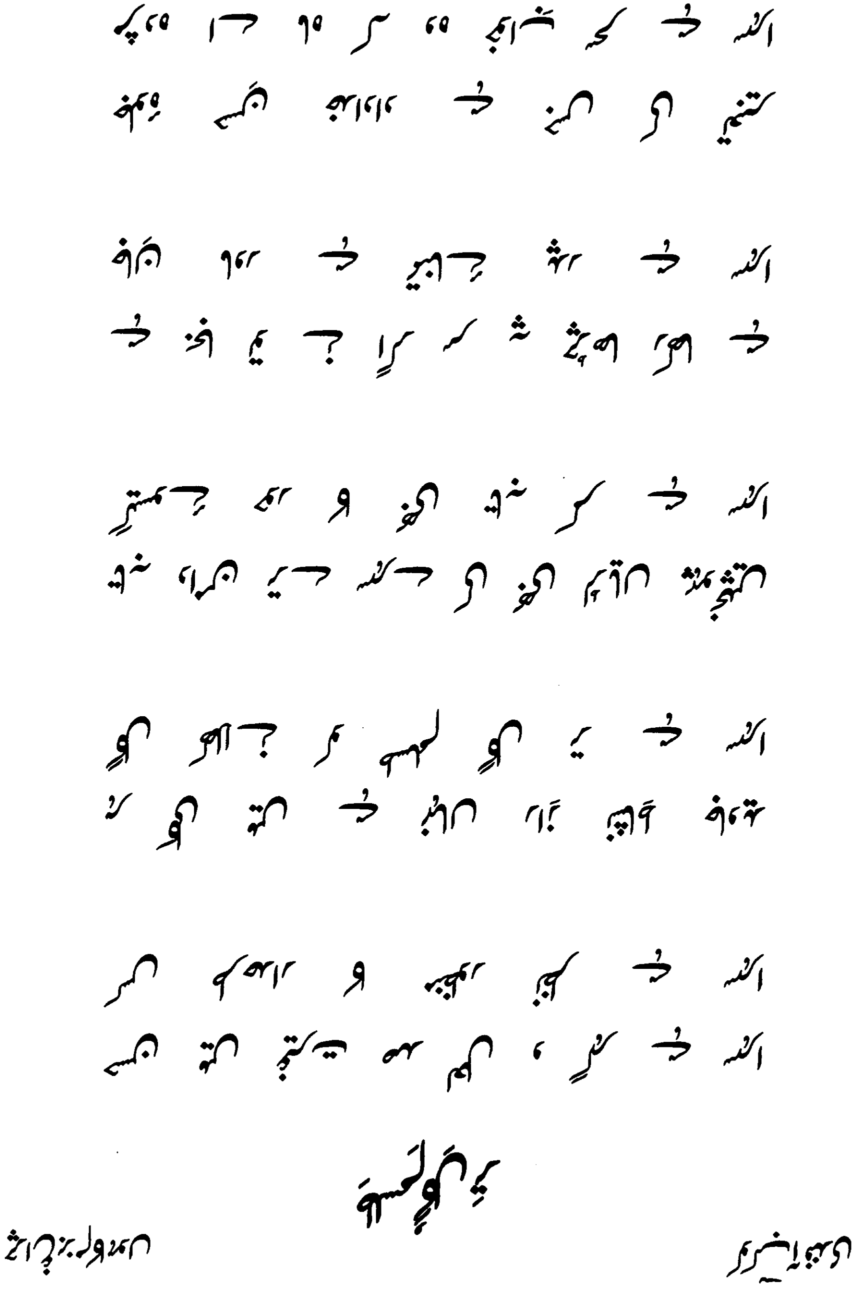

Presented by Ziaraat.Com

عید یہ ہے کہ نسیم آج بنے ہیں دولہا
کیف شادی ہی میں مخمور اگر ہے سہرا

باپ کے دل سے کوئی اس کی بہاریں پوچھے
سر پہ بیٹے کے جو تسکین نظر ہے سہرا

اسی پردے میں نظر آئے گا روئے مقصود
پردۂ رخ جو ترا، رشک قمر ہے سہرا

اہل بینش جو ہیں آنکھوں میں جگہ دیتے ہیں
بزم میں رونق دنیائے نظر ہے سہرا

بزم شادی کا جو انداز ہے پاکستانی
پرچمِ لیگ ہے پیغام ظفر ہے سہرا

Presented by Ziaraat.Com

گل کھلائے ہیں وہ اس سہرے میں کوکبؔ تو نے
آج بھی بزم سخن میں ترے سر ہے سہرا

نانا نانی کو مبارک ہو یہ تقریب سعید
دادا دادی کیلئے جان دگر ہے سہرا

التفات اور بڑھے دیکھنے والے دیکھیں
یہ حقیقت ہے کہ دنیائے نظر ہے سہرا

کیسے حسنین ہیں خوش کیسے ہیں مسرور عقیل
نور دیدہ کا ہے یہ نور نظر ہے سہرا

چڑھ گیا دولہا پہ تہذیب کا تطہیر کا رنگ
یہ بناوٹ نہیں اعجاز ہنر ہے سہرا

Presented by Ziaraat.Com

ایک ہم کار کی ترقی اور تبادلے پر لکھی گئی

ایک رخصتی نظم

گلزار ہے گل کھلتے ہیں اٹھتی ہیں گھٹائیں
بلبل کے ترانے ہیں پپیہے کی صدائیں

مدہوش کئے دیتی ہیں یہ مست ہوائیں
اور دل پہ قیامت ہیں حسینوں کی ادائیں

رندوں کو ہے یہ فکر کہ ہم کاگ اڑائیں
پی کر مئے انگور کو ، پھر رنگ جمائیں

یہ ظلم ہے سہتے رہیں گردوں کی جفائیں
اور اس پہ یہ تاکید بھی ہے لب نہ ہلائیں

جو ہم پہ گزرتی ہے کہاں جاکے سنائیں
ہیں داغ جو دل پر وہ کسی کو تو دکھائیں

Presented by Ziaraat.Com

جاتے ہیں کماڑی سے بس اب حضرتِ انور
سب مل کے کریں ان کیلئے دل سے دعائیں

ہم روک تو سکتے نہیں کیا بس ہے ہمارا
جاتے ہیں ترقی پہ تو پھر شوق سے جائیں

اخلاق میں یہ فرد ہیں ہمدرد ہیں سب کے
ہر ایک یہ کہتا ہے یہاں سے تو نہ جائیں

صورت میں بھی سیرت میں بھی اخلاق و عمل میں
بیمثل ہیں بے مثل یہ آتی ہیں صدائیں

یہ جانتے ہیں ہم بھی تمھیں یاد کریں گے
مغموم سے بیٹھے ہیں انہیں کیسے بتائیں

وہ حال ہو دل کا جو سنے مجھ سے فسانہ
سب شوق سے سنتے رہیں ہم دل سے سنائیں

Presented by Ziaraat.Com

اظہارِ محبت یہ زبانی نہیں اپنا
مرنے کو کہا کرتے ہیں ہم مر کے دکھائیں

کچھ اور بلندی ہو بلندی پہ نظر ہے
جس شان سے جاتے ہیں اسی شان سے آئیں

کوکبؔ وہی ہم ہوں گے وہی حضرت انور
پھر آئیں گے بدلیں گی کیماڑی کی فضائیں

Presented by Ziaraat.Com

غزل

یہ غم کے ہیں دن یا یہ دن ہیں طرب کے
فلک نے نکالے ہیں بدلے یہ کب کے

جہازوں کا آنا جہازوں کا جانا
کیماڑی کے منظر بھی ہیں کیا غضب کے

کوئی آرہا ہے، کوئی جارہا ہے
یہ غم بھی ہے پہلو بہ پہلو طرب کے

کہیں رونے والوں کا مجمع لگا ہے
کہیں دیکھئے تو ہیں میلے طرب کے

کہیں دل کی چوری کہیں سینہ زوری
حسینوں کے جھمکٹ ہیں کیسے غضب کے

Presented by Ziaraat.Com

کوئی پی رہا ہے کوئی سر بہ سجدہ
ہے تفریق ، دونوں ہی بندے ہیں رب کے

جدائی کی گھڑیاں بھی گھڑیاں ہیں کیسی
کہ آئینہ دار اب تو چہرے ہیں سب کے

یہ برسات کی رت یہ آہیں یہ آنسو
اسی طرح اب تو گزاریں گے اب کے

فضل داد صاحب ریٹائر ہوئے ہیں
کہیں کیا جو دل پر گزرتی ہے سب کے

میں تعریف ان کی کروں کیا کہ کیا ہیں
محبت کے ساتھ ان کے تیور غضب کے

Presented by Ziaraat.Com

ہمیشہ رہے کام پر اپنے حاوی
کیا ہی نہیں ہے کبھی کام دب کے

ہے پبلک بھی راضی اور اسٹاف بھی خوش
فدائی ہیں سب اور یہ محبوب سب کے

خوشی سے گزاریں یہ آزاد ہو کر
نصیب ان کو بھی دن ہوں کوکبؔ طرب کے

Presented by Ziaraat.Com

حرفِ آخر

اس بات سے قطع نظر کہ کسی فراموش شدہ خوش فکر و معتبر خوش بیان و مستند شاعر کا کلام گردِ زمانہ میں دبے اوراق سے نکال کر دنیائے ادب کے حوالے کر دینا کسی اہمیت کا حامل ہے کہ نہیں، میری خوش وقتی کیلئے یہی بہت ہے کہ یہ کام میرے ہاتھ سے انجام پایا۔ تمام عجز و انکسار کے ساتھ میرا سارا وجود بارگاہِ رب العزت میں سجدہ ریز ہے اور وہی شاہد ہے کہ میں نے یہ خدمت کسی منفعت کیلئے انجام نہیں دی۔۔۔۔۔۔۔ع نہ ستائش کی تمنا نہ صلے کی پرَ وا

اس کتاب کو باوقار بنانے میں ڈاکٹر تقی عابدی اور پروفیسر حسن سجاد کے تنقیدی اور تعمیری مقالے اور جناب ساحر لکھنوی اور ڈاکٹر ہلال نقوی کی بے مثال خوبصورت تحریروں نے جو حُسن پیدا کیا ہے کسی قاری سے پوشیدہ نہیں، میں ان حضرات کی کاوشوں کیلئے بہ صمیمِ قلب سپاس گزار ہوں اور ان کی فکر و قلم کی پاسداری اور حیاتِ ادب میں ان کیلئے عُمرِ خضر کا خواہاں ہوں۔ چندن اور ظفر زیدی کی تحریریں ان کے حقِ رفاقت و وراثت کی امین ہیں اور کتاب کی قدر میں اضافہ کا باعث ہیں نیر اسعدی اور ساجد رضوی کے علاوہ عالم حسین تقوی، عالم زیدی اور گوشی کے خرم بھائی کے مشوروں سے میں نے استفادہ کیا ہے جس کیلئے میں ان کا مشکور ہوں، کبّن ماموں کے ناظم آباد کے گھر میں یہ کتاب مرتب ہوئی اس لئے ان کا بھی بطور خاص شکریہ۔ میرے ہمنام خالہ زاد باقر زیدی کا بیٹا علی باسط جس کو ایک دنیا گوشی کے نام سے جانتی ہے میرے کتاب کے اس سفر میں قدم بہ قدم اور منزل بہ منزل ساتھ رہا ہے اس کی ہمہ جہتی اور ہمہ وقتی آمادگی اور مستعدی میری مشکلوں کو آسانی اور تکلیفوں کو راحت سے بدلتی رہی۔ یہاں تک کہ کتاب مکمل ہوگئی۔ ناانصافی ہوگی اگر مددگاروں میں فیض محمد کا نام نہ آئے، اس کی مسلسل رفاقت اور جدوجہد نے بڑے مسائل حل کئے، اللہ اس کے مسائل حل کرے۔ آمین۔

آپ سب کی صحت وسلامتی و خوشحالی کی دعاؤں کے ساتھ

باقر زیدی

Presented by Ziaraat.Com